17
11

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

زیر نگرانی: قائد جمعیۃ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود

اور مولانا شمس الدین قربان ہو گئے

"گورنر بگتی نے بلوچستان وزارت کے ایک وزیر مولوی صالح محمد کے ذریعہ مولانا شمس الدین کے والد بزرگوار کو پیغام بھجوایا۔ کہ وہ انہیں کو مجھ سے ملیں تاکہ ان کے بیٹے شمس الدین کی رہائی کے لئے کوئی شرائط طے کی جائیں گورنر بگتی کا خیال ہے کہ مولانا شمس الدین کو پابند کیا جائے کہ وہ ختم نبوت کے نام سے کوئی تحریک نہ چلائیں مگر مولانا شمس الدین کے والد نے گورنر کو اس کے ایلچی کی معرفت صاف جواب دیدیا کہ وہ کسی قیمت پر گورنر سے ملاقات کرنے کو تیار نہیں یہ تو ایک شمس الدین ہے ایسے دس شمس الدین ختم نبوت پر قربان ہیں۔"

(ترجمان اسلام ۱۷ اگست ۱۹۷۳ء سے ایک اقتباس)

"کرسی کو لات ماردی"

جمعیۃ علما اسلام بلوچستان کے امیر مولانا سید شمس الدین شہید نے ہفت روزہ ترجمان اسلام کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا "ہماری اکثریت کو توڑنے کے لئے ہر حربہ اختیار کیا گیا خود مجھے چیف منسٹری کا عہدہ پیش کیا گیا۔ مگر الحمد للہ میں نے جمعیۃ کے منشور، جمہوری اقدار اور اکابر کے ناموس کے پیش نظر اس کرسی کو لات ماردی۔ ایک ملاقات میں بھٹو صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ لوگ بڑے اچھے ہیں، با اصول اور دیانتدار ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسے لوگ میرے ساتھ آئیں اس لئے آپ نیپ کو چھوڑ کر میرے ساتھ تعاون کریں۔ میں نے جواب دیا کہ بھٹو صاحب! کیا ہم اقتدار کی خاطر نیپ سے معاہدہ توڑ کر بھی با اصول اور دیانتدار رہیں گے؟ اس پر بھٹو صاحب خاموش ہو گئے"

ترجمان اسلام ۱۶ نومبر ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر: زاہد الراشدی

یکے از مطبوعات
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

فی شمارہ
۵۰ پیسے





قسط نمبر1

مودودی صاحب کی تفسیر
دینی ضرر کا سبب بن رہی ہے

راقم الحروف کی گوجرانوالہ کنونشن میں مصروفیت کے باعث گذشتہ شمارہ میں کتابت چیک نہیں کی جا سکی۔ جس کی وجہ سے مضمون میں غلطیاں رہ گئیں۔ معذرت کیساتھ مضمون دوبارہ شریک کیا جارہا ہے
(مدیر)

از محقق جلیل مولانا محمد اسحاق صدیقی نیوٹاؤن کراچی

محقق جلیل حضرت الشیخ الفاضل مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی مدظلہ، سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ حال مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی نے ہماری استدعا پر مودودی صاحب کی "تفہیم القرآن" پر علمی تبصرہ کا آغاز فرمادیا ہے موصوف کے مضامین قسط وار ترجمان اسلام میں پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ ایک صفحہ اس سلسلہ میں مخصوص کر دیا گیا ہے۔ ترجمانِ اسلام کے علاوہ مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی کے آرگن ماہنامہ "بینات" میں بھی یہ مضامین بالاقساط شائع ہونگے (ادارہ)

الحمد للہ العلیم الحکیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم الذی لا نبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وذریتہ اجمعین اما بعد۔

سید ابوالاعلیٰ کی مایہ ناز تفسیر "تفہیم القرآن" کو ان کے متبعین ان کا شاہکار اور وقت کی بہترین تفسیر قرار دیتے ہیں

ان مداحوں میں دو قسم کے افراد ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو کہ غور و فکر کی صلاحیت رکھنے کے باوجود "فنا فی الشیخ" کے درجہ پر فائز ہو کر اپنی نظر اپنے قائد کی نظر میں جذب کر چکے ہیں۔ اور ان کے تصانیف و تالیف کو اپنی نگاہ کے بجائے انہیں کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد ناقدانہ نظر کسی خامی پر نگاہ پڑنے کی گنجائش ہی کیا باقی رہ جاتی ہے دوسرا گروہ ان مقلدین کا ہے جو سطحی نظر سے مطالعہ کے عادی اور عمیق نظر سے محروم ہیں علمی سطح کی پستی کی وجہ سے ان کے ذہن میں وہ قوت امتیاز نشوونما نہ پاسکی جو صحیح اور غلط کے درمیان حد فاصل قائم کرتی ہے قوت نظر کی کمزوری کے ساتھ مصنف کے ساتھ عقیدت کی آمیزش نے انہیں کورانہ تقلید کا راستہ دکھایا اور بغیر سوچے سمجھے تحسین و آفرین کے پھول برسانا ان کا شعار بن گیا۔ سچ پوچھیے تو دونوں گروہ عملاً ایک ہی راہ پر گامزن ہیں یعنی "تحسین ناشناس" کے مرتکب دونوں ہیں۔ تحسین و آفرین کے شور و غوغا نے اہل نظر کو بھی چونکا دیا اور وہ لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جو اسے لائق التفات بھی نہ سمجھتے تھے۔ راقم السطور نے بھی کبھی اس کا مطالعہ نہ کیا تھا۔ مگر بعض حضرات نے اس موقع پر اصرار فرمایا کہ اسے دیکھو کچھ ہی صفحات دیکھنے کے بعد فرض علی الکفایہ کا احساس ہوا اور اندازہ ہوا کہ "تحسین ناشناس" جتنی بھی کی جائے۔ مگر میرے لئے "سکوت سخن شناس" کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ تفسیر میں خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ جو پڑھنے والوں کے لئے دینی ضرر کا سبب بن سکتی ہیں۔ بلکہ بن رہی ہیں۔ ان کی نشاندھی ایک شرعی ذمہ داری ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونا بر سبیل کفایت علماء دین پر واجب ہے اگر میں اس واجب کو ادا کر دوں تو انشاء اللہ یہ بوجھ سب پر سے اتر جائے گا۔ اور کریم مطلق سے امید قوی ہے کہ اجر آخرت بھی ہاتھ آئے گا کثرت مشاغل اور عدیم الفرصتی کا عذر مانع ہوا تو بعض مخلصین صالحین کے اصرار نے اس سنگِ راہ کو ہٹا دیا۔ انکار کی گنجائش نہ رہی اور قلم اٹھانا ہی پڑا۔ مقصد ہدایت اور اصلاح ہے اللہ تعالیٰ اس مقصد کو پورا فرماویں :۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

(دیباچہ و مقدمہ تفسیر)

تفسیر مذکور کے دیباچے میں مودودی صاحب نے کئی صفحات "ترجمہ" کے بجائے ترجمانی" کرنے کی توجیہ پر لکھے ہیں۔ کیونکہ موصوف نے تفسیر مذکور میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کے بجائے اس کی ترجمانی فرمائی ہے اسی سلسلہ میں لکھتے ہیں :۔

"علاوہ بریں جیسا کہ ابھی اشارۃً عرض کر چکا ہوں قرآن مجید کی ہر سورۃ دراصل ایک تقریر تھی جو دعوت اسلامی کے کسی مرحلے میں ایک خاص موقع پر نازل ہوتی تھی اس کا ایک خاص پس منظر ہوتا تھا۔ کچھ مخصوص حالات اس کا تقاضا کرتے تھے۔ کچھ ضرورتیں ہوتی تھیں۔ جنہیں پورا کرنے کے لئے وہ اترتی تھیں۔ اپنے اس پسِ منظر اور اپنی اس شانِ نزول کے ساتھ قرآن مجید کی ان سورتوں کا تعلق اتنا گہرا ہے کہ اگر اس سے علیحدہ کر کے مجرد الفاظ کا ترجمہ آدمی کے سامنے رکھدیا جائے تو بہت سی باتوں کو وہ قطعاً نہیں سمجھے گا۔ اور بعض باتوں کو الٹا سمجھ جائیگا اور قرآن کا پورا مدعا تو شاید کہیں اس کی گرفت میں آئیگا ہی نہیں۔ قرآن فہمی کے معاملے میں اس مشکل کو دور کرنے کے لئے تفسیر سے مدد لینی پڑتی ہے۔ کیونکہ اصل قرآن میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دوسری زبان میں ہم اتنی آزادی برت سکتے ہیں کہ قرآن کی ترجمانی کرتے وقت کلام کو کسی نہ کسی حد تک اس کے پس منظر اور اس کے حالات نزول کے ساتھ جوڑتے چلے جائیں تاکہ ناظر کے لئے وہ پوری طرح بامعنیٰ ہو سکے"۔ ع

موصوف کی اس توجیہ میں سطح بینوں کے لئے تو دلکشی کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن غائر نظر ڈالنے والوں کے ذہن میں اس کی پہلی ہی سطر پڑھ کر یہ خلش پیدا ہو گی کہ کیا ہر مرتبہ قرآن مجید کی پوری سورت بیک وقت نازل ہوا کرتی تھی ؟ تاریخ قرآن مجید تو یہ بتاتی ہے کہ اکثر صورت نزول یہ رہی ہے کہ ایک یا متعدد آیتیں نازل ہوئیں جو بعد میں بارشادِ نبوی کسی سورت کا جزو بنا دی گئیں۔ بیک وقت پوری سورت کا نزول کم ہی ہوا ہے۔

اس کے بعد یہ کہنا کس قدر درست ہو سکتا ہے کہ ہر سورت ایک تقریر تھی۔ جو دعوت اسلامی کے کسی مرحلہ میں کسی خاص موقع پر نازل ہوتی تھی۔ جب "ہر مرحلے" پر پوری سورت نازل ہی نہیں ہوئی۔ تو وہ اس مرحلہ کی تقریر کیسے بن گئی ؟ اگر یہ مراد ہے کہ بعد جمع آیات سورت کی حیثیت تقریر کی ہو گئی۔ تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوا کہ وہ ایک خاص مرحلے پر نازل ہوئی ؟

مصنف نے دعوتِ اسلام کو تین مرحلوں پر تقسیم کیا ہے جس میں پہلے دو مرحلے مکہ معظمہ میں پیش آئے۔ اور تیسرا مرحلہ مدینہ طیبہ میں مگر سورتوں میں آیات کی جو ترتیب ہمارے سامنے ہے اس میں ان مراحل کی کوئی رعایت نظر نہیں آتی۔ متعدد سورتوں میں مکی آیات کے پہلو بہ پہلو مدنی آیات بھی ہیں۔ پھر ہر سورت کو کسی "خاص مرحلے" کی تقریر کہنے کے کیا معنیٰ ؟

ان غلطیوں کے ساتھ مزید لطیفہ یہ ہے کہ دیباچہ کی منقولہ بالا عبارت میں جو کچھ اتنے زور شور کے ساتھ کہا گیا ہے۔ مقدمہ میں اس زور و شور کے ساتھ اس کی تردید بھی فرمادی گئی۔ ملاحظہ ہو :۔

"پھر اگر قرآن کو اس کی نزولی ترتیب پر مرتب کیا بھی جاتا تو وہ ترتیب بعد کے لوگوں کے لئے صرف اس صورت میں بامعنیٰ ہو سکتی تھی جب کہ قرآن کے ساتھ اسکی پوری تاریخ نزول اور اس کے ایک ایک جز کی کیفیت نزول و شان نزول لکھ کر لگا دی جاتی اور وہ لازمی طور پر قرآن کا ایک صحیفہ بن کر رہتی۔ یہ بات اس مقصد کے خلاف تھی۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کا یہ مجموعہ مرتب اور محفوظ کر دیا تھا۔ وہاں تو پیشِ نظر چیز ہی یہ تھی کہ خالص کلام الٰہی بغیر کسی دوسرے کلام کی آمیزش یا

باقی ص15 پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاھد الراشدی

جلد ۱۷ | جمعہ ۴ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء | قیمت ۵۰ پیسے | شمارہ ۱۱

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے امیر مولانا شمس الدین شہید کر دیئے گئے

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

قلعہ سیف اللہ سے فورٹ سنڈیمن جاتے ہوئے کسی شقی القلب کی گولیوں کا نشانہ بن گئے

مولانا شمس الدین کی المناک شہادت پر ملک بھر میں صفِ ماتم بچھ گئی

میں ایک نہیں ہزار شمس الدین بھی اسلام کی سربلندی کے لئے قربان کر سکتا ہوں (مولانا محمد زاہد)

جمعرات ۱۴ مارچ کی صبح کو ملک بھر میں یہ خبر انتہائی غم کے ساتھ سنی گئی کہ گذشتہ روز کوئٹہ فورٹ سنڈیمن روڈ پر پاکستان کے انتہائی قابل احترام عالم باعمل، عظیم سیاسی راہنما، بلوچستان جمعیۃ کے امیر، صوبائی متحدہ محاذ کے نائب صدر اور صوبائی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر حضرت مولانا محمد شمس الدین شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون — اس اندوہناک سانحہ نے ملک کے دینی و سیاسی حلقوں میں صفِ ماتم بچھا دی ہے۔

مولانا سید شمس الدین جمعیۃ علماء اسلام کے مقتدر راہنما تھے۔ آپ نے گذشتہ چند سالوں کے دوران دین و ملت کی جو شاندار خدمات سر انجام دیں اس سے علماء حق، جمعیۃ علماء اسلام اور اکابرین جمعیۃ میں انہیں خاص مقام حاصل ہو گیا تھا۔ وہ اپنے افکار و اعمال اور گفتار و کردار سے ایک عہد آفرین شخصیت بن گئے تھے۔ انہوں نے حرص و لالچ اور جاہ و منصب کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے اپنے دینی و سیاسی مسلک کی محکمی کو قائم رکھا اور سیاست کے نازک ترین لمحات میں بھی سپر نہ ڈالی۔ افراط و تفریط کے اس سیاسی سیلاب میں مولانا محمد شمس الدین اپنے عقیدے کی مضبوط چٹان پر، اپنے اکابر حضرت درخواستی دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ، حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کے وفادار خادم کی حیثیت سے استقامت کے ساتھ کھڑے رہے۔ اور جیسا کہ اہل حق کے ساتھ ہوتا آیا ہے وہ اسی استقامت اور اسی عقیدے کے تحفظ اور دوام کی خاطر اپنی جان عزیز قربان کر گئے۔ موت اور زندگی اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہی زندگی دینے والا ہے اور وہی لینے والا ہے۔ مولانا شمس الدین اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔ لیکن حق و صداقت کی جو شمع انہوں نے روشن کی، انشاء اللہ اس کی روشنی بڑھتی رہے گی۔ اُن کی شہادت سے جہاں ملک و ملت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے وہاں یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مولانا کے افکار و اعمال ہمیشہ زندہ و پائندہ رہیں گے اور اہل حق ان کی پیروی و تقلید کو باعثِ فخر سمجھیں گے۔ مولانا مرحوم علیہ الرحمۃ نے اسلافِ دیوبند کی روحوں کو اپنے طرز عمل اور پختگیٔ کردار سے خوش کر دیا تھا۔ اور عقیدۂ تحفظ ختم نبوّت کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا رکھی تھی۔ انہوں نے اپنی مختصر سی زندگی میں دین کی جتنی خدمت کی، وہ یقیناً اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث تھی۔ انہوں نے سیاسی مسلک میں اپنے قائدین کے ساتھ انتہائی وفاداری کا ثبوت دیا اور حضرت درخواستی مدظلہ کے ہر حکم کی ہمیشہ

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

تحصیل کی۔ حضرت موصوف کو مولانا شمس الدینؒ کے بارے میں ہمیشہ تشویش رہتی تھی، اور وہ انہیں اپنی خاص دعاؤں میں یاد فرماتے رہتے تھے

کوئٹہ سے روانگی

"ڈان" کراچی کی مصدقہ رپورٹ کے مطابق مولانا شمس الدین بدھ ۱۳ مارچ کو قریباً ۱۱ بجے اپنی کار کے ذریعہ کوئٹہ سے فورٹ سنڈیمن روانہ ہوئے۔ مولانا نے راستہ میں مسلم باغ اور قلعہ سیف اللہ کے درمیان ایک کار کو حادثے کی حالت میں دیکھا۔ مولانا، اس کار کے مجروحین کو اپنی کار میں قلعہ سیف اللہ ہسپتال میں لے گئے۔ جہاں انہوں نے ان کو داخل کروایا، اور اس کے بعد قریباً ۳ بجے سہ پہر قلعہ سے فورٹ سنڈیمن روانہ ہوئے۔ ابھی انہوں نے قریباً ۲۵ میل کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ کسی ظالم نے ان کو شہادت سے ہمکنار کر دیا۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق مولانا کار خود چلا رہے تھے اور کوئی شخص کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا جس نے تین گولیاں اسلام کے اس بطل جلیل کے سر سے پار کر دیں

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سب سے پہلے مولانا کو اس حالت میں جناب گل محمد مندوخیل نے دیکھا جو اس سڑک سے گذر رہے تھے۔ اور انہوں نے ہی اس المناک واقعہ کی خبر حکام تک پہنچائی۔

گذشتہ رات ٹیلیفون پر فورٹ سنڈیمن رابطہ قائم کیا گیا تو جمعیۃ کے صوبائی جنرل سیکرٹری محترم محمد زمان خاں اچکزئی سینیٹر نے بتایا کہ اس حادثہ سے جو نقصان پہنچا ہے، اس کا سب کو اندازہ ہے۔ مولانا شمس الدین کے والد مولانا محمد زاہد اپنے عظیم بیٹے کی عظیم قربانی پر صبر و شکر کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ سینیٹر اچکزئی نے بتایا کہ مولانا کی شہادت سے عوام میں بے اطمینانی ہے مگر وہ امن اور صبر کی تلقین کر رہے ہیں۔ اچکزئی صاحب نے بتایا کہ مولانا شمس الدین کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب کی تمام مساجد میں مولانا مرحوم کے لئے قرآن خوانی کی جائے۔ سینیٹر اچکزئی نے فرمایا کہ مولانا شمس الدین کے والد فرماتے ہیں کہ وہ ایک شمس الدین کیا ہزار شمس الدین بھی ہوتے تو اسلام کی سربلندی کے لئے قربان کر سکتے ہیں۔ (سبحان اللہ)

"ڈان" کراچی کی جو رپورٹ کے مطابق مولانا شمس الدین کو جمعرات سہ پہر ان کے آبائی قبرستان فورٹ سنڈیمن میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور جمعیۃ کے راہنما مولانا سید میرک شاہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں سینیٹر زمان خاں، خان محمود خاں اچکزئی اور دیگر دینی و سیاسی رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

ایڈیٹر "ترجمان اسلام" نے جمعہ کے روز صبح فورٹ سنڈیمن فون پر رابطہ قائم کیا۔ مولانا شمس الدین شہیدؒ کے والد محترم حضرت مولانا محمد زاہد صاحب اور صوبائی جمعیۃ کے راہنما مولانا عبدالواحد صاحب آف کوئٹہ سے بات چیت ہوئی۔ مولانا عبدالواحد نے بتایا کہ مولانا شہیدؒ کی شہادت ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے ایک محبوب ساتھی کو حق و صداقت کی سربلندی کی خاطر قبول فرما لیا ہے۔

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب فورٹ سنڈیمن پہنچ چکے ہیں۔ جہاں آپ جلسہ عام سے خطاب فرمائیں گے اور شہیدؒ کے خاندان سے تعزیت کریں گے۔

لاہور مولانا شمس الدین شہیدؒ کی شہادت کی خبر ملتے ہی پورے ملک کے دینی و سیاسی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ لاہور میں جمعیۃ کے مرکزی دفتر کا پرچم مرحوم کے سوگ میں سرنگوں کر دیا گیا نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کی زیر صدارت تعزیتی جلسہ عام منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالرشید انصاری، شیخ عزیز الرحمٰن مدیر المحمود ڈیرہ اسمٰعیل خاں مولانا محمد ابراہیم، طالب علم راہنما تنویر سیال اور میاں محمد عارف نے تقاریر کیں۔

مولانا انور نے فرمایا۔ مولانا شہیدؒ اسلام اور پاکستان کی متاع عظیم تھے۔ وہ آخر دم تک اسلام اور پاکستان کے دشمنوں سے لڑتے رہے۔ ہمیشہ حق پر قائم رہے۔ انہوں نے عوام اور پارٹی کو نظر انداز کر کے اور اصولوں کے خلاف مصلحتوں سے سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا۔

جلسہ میں ایک قرار داد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مولانا شمس الدینؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ جلسہ کے اختتام پر قرآن پاک پڑھ کر مرحوم کو ایصال ثواب کیا گیا۔

لاہور کے دینی مدارس جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ، مدرسہ قاسم العلوم مدرسہ تجوید القرآن، مدرسہ قاسمیہ اور دیگر مدارس میں مرحوم کے سوگ میں تعطیل ہوئی اور طلباء نے مولانا شہیدؒ کو ایصال ثواب کے لئے متعدد قرآن پاک ختم کئے۔

گوجرانوالہ گوجرانوالہ میں جمعرات کی صبح جماعتی احباب اور دینی حلقوں کے لئے غم و اندوہ کے طوفان کے ساتھ نمودار ہوئی۔ مولانا شمس الدینؒ نے اپنی تعلیم کا آخری سال گوجرانوالہ کے دینی مدرسہ نصرۃ العلوم میں گذارا تھا۔ اور یہیں دورہ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی تھی۔ مولانا شمس الدینؒ کی شہادت کی اچانک خبر نے شہیدؒ کے اساتذہ احباب اور رفقاء کو غم و اندوہ کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق کر دیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں، مولانا زاہد الراشدی، علامہ محمد احمد، مولانا عبدالحمید سواتی، مولانا عبدالقیوم اور مرحوم کے دوسرے اساتذہ و احباب رنج و الم کی تصویر بنے ہوئے تھے شہادت کی خبر ملتے ہی مدرسہ نصرۃ العلوم، مدرسہ انوار العلوم و دیگر دینی مدارس میں تعطیل کر دی گئی۔ طلباء نے قرآن پاک پڑھ کر مرحوم کو ایصال ثواب کیا۔ مدرسہ نصرۃ العلوم میں ایصال ثواب کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں نے انتہائی گلوگیر لہجہ میں اپنے قابل فخر شاگرد کی دینی و ملی خدمات کا ذکر کیا اور زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب امیر شہری جمعیۃ کی زیر صدارت احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے مولانا زاہد الراشدی، مولانا احمد سعید، جمعیۃ علماء پاکستان کے مولانا خالد حسن مجددی، جماعت اسلامی کے محمد صدیق ندیم نیپ کے حافظ تقی الدین، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا ضیاء الدین آزاد، جمعیۃ طلباء اسلام کے حافظ گلزار احمد اور عطاء الرحمٰن اور متحدہ جمہوری محاذ کے علامہ محمد احمد لدھیانوی نے خطاب کیا۔ جلسہ میں ایک قرارداد کے ذریعہ اس المناک حادثہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے ملکی سالمیت کے خلاف خوفناک سازش قرار دیا گیا۔

(باقی صفحہ پر)

خدا کا انصاف

تحریر:۔ الاستاذ علی الطنطاوی

مترجم:۔ مولوی محمد رمضان دربھنگوی

مرسل:۔ صلاح الدین ناظم انجمن شبان اسلام ٹیکسلا

دنیا میں بہت سے ایسے انسان بھی ہیں کہ جب وہ حوادث سے دوچار اور آلام و مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں تو جھنجھلا کر بول اٹھتے ہیں کہ "ظلم ہے، کھلا ہوا ظلم، یہ اللہ تعالیٰ کا انصاف نہیں۔" معاذاللہ

عنفوانِ شباب میں بعض ایسے حوادث سے میں بھی دوچار ہوا۔ پھر ان حوادث نے مجھے فکر و تردّد میں مبتلا کر دیا، کچھ دنوں بعد یہ فکر و تردد شکوک و شبہات سے بدل گیا بلکہ یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ شکوک و شبہات میری ایمانی پونجی کو ہی نہ لے ڈوبیں۔

میں فطری طور پر بہت بولنے والا اور بحث و مباحثہ سے دلچسپی رکھنے والا واقع ہوا ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنے شکوک و شبہات کے سلسلہ میں علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، ان سے پوچھتا رہا کہ شاید ذہن سے یہ کانٹا نکل جائے۔ لیکن مجھے کوئی تشفی بخش اور خاطر خواہ جواب کہیں سے نہ مل سکا۔ نتیجہ ظاہر تھا، میرے شکوک و شبہات دن بدن بڑھتے ہی چلے گئے۔ نوبت بایں جا رسید کہ عام لوگوں کی طرح میں بھی کہنے لگا کہ "خداوند انصاف، سچ سچ انصاف کہاں ہے؟"

میں ان دنوں شہر غوطہ کے ایک دیہاتی مدرسہ میں مدرس تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ ایک طالب علم کو اس کی کوتاہیوں پر تنبیہہ کرنے کی نوبت پیش آ گئی، میں اسے زدوکوب کرنے لگا۔ طالب علم شوخ اور تیز مزاج تھا۔ اس نے احتجاج کرتے ہوئے کہا "یا حضرۃ الاستاذ! میں نے کوئی ایسا جرم تو نہیں کیا ہے، پھر آخر یہ سزا کس بات کی، یہ تو مجھ پر سراسر ظلم ہے۔"

شاید آپ باور نہ کریں مگر یہ واقعہ ہے کہ اس کے ان الفاظ کے سنتے کے ساتھ ہی چھڑی میرے ہاتھ سے گر پڑی، نہ طالب علم کا خیال رہا، نہ مدرسہ کا دھیان، اور دفعتاً میں ارخمید میں یونانی کی طرح پکار اٹھا وجدتہا وجدت الجواب ہاں ہاں مجھے اپنے شکوک و شبہات کا جواب مل گیا

بلاشبہ یہ طالب علم قصوروار تھا اور مستحق سزا، اور اس کی یہ سزا بالکل عدل کے مطابق تھی، لیکن اس نے اس عدل کو ظلم تصور کیا کیونکہ اس کا پیمانہ عدل اور میزانِ انصاف اس وقت مختل اور مضطرب تھا اور اسی اختلال و اضطراب کا نتیجہ تھا کہ جو عدل تھا اسے عین ظلم نظر آیا۔ اگر یہ طالب علم اپنے والدین کے پاس جاتا اور صورتِ حال کو بیان کر کے (بزعم خویش) میرے اس ظلم کی شکایت کرتا تو مجھے پوری امید ہے کہ اس کے والدین اس کی باتوں کو سن کر ضرور یہ کہتے "کہ بیٹے یہ ظلم نہیں انصاف ہے۔"

اس کی مثال ٹھیک اس بچہ کی ہے جسے اس کا باپ ڈاکٹر کے پاس بغرض علاج لے گیا۔ ڈاکٹر نے دیکھ بھال کر اس کے لئے انجکشن تجویز کیا اور پچکاری میں دوا بھر کر انجکشن کی موٹی سوئی اس کے جسم میں پیوست کر دی اور دوا اتار دی۔ بچہ اپنی محدود عقل اور سمجھ سے مجبور تھا۔ اس نے ڈاکٹر کو مجرم تصور کیا اور اس کے اس عمل کو سراسر ظلم، مگر اس کا باپ جانتا تھا کہ یہ عمل میرے بچے کی صحت و تندرستی کا ذریعہ ہے، اس لئے وہ اس عمل کو بچے کے لئے بہتر اور ڈاکٹر کو اپنا خیر خواہ اور محسن سمجھتا ہے۔ میں نے سوچا کہ:۔

"جب ایک طالب علم کو اپنی فہم و فراست کے مطابق عدل کو ظلم کہنے کا حق حاصل نہیں، اور ایک بچے کی رائے ڈاکٹر کے عمل کے بارے میں قابل تسلیم نہیں تو پھر کیونکر ہم اپنی عقل و بصیرت سے اللہ تعالیٰ کے عدل کے متعلق کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں، کیا ممکن نہیں کہ ہماری عقل جس چیز پہ ظلم کا فتویٰ لگائے، وہ فی الحقیقت سراسر عدل ہو۔"

یہاں پہنچ کر مجھے ایک مشہور قصہ یاد آیا۔ اس قصہ کی نوعیت ٹھیک اسی طرح کی ہے:۔

فرض کیجئے ہم اپنے ایک دوست کے ساتھ بذریعہ کار سفر کر رہے ہوں سفر صحرائی ہو، اچانک پٹرول ختم ہو جائے اور کار رک جائے۔ ہم دونوں حیران و پریشان وہیں پڑے رہیں گرمی کا زمانہ ہو، اسی عالم میں ایک شخص شاندار کار پہ آئے اور ہمیں اپنی کار پر بٹھا کر منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہو جائے یقیناً یہ اس کا بڑا احسان ہے مگر چاہیئے کہ ہم اس کے اس عظیم احسان پر شکرگزار ہوں، اس کے بجائے ہماری طرف سے یہ ردّ عمل ہوتا ہے کہ کچھ آگے چل کر میرا وہ دوست، جو رفیقِ سفر ہے، اس کی نئی اور خوبصورت کار کے گدے کو چاقو سے خراب کر دیتا ہے بھلا بتایئے کہ ہم اس کے اس فعل پر کیا حکم لگائیں گے، یہی ناں کہ یہ سراسر ظلم ہے۔

لیکن جب ہمیں یہ بات پہلے سے معلوم ہو کہ دس میل کے فاصلے پر غنڈوں اور لٹیروں کا ایک گروہ ہے جو ہر نئی اور بے عیب کار کو چھین لیتا ہے اور پرانی اور عیب دار کار کو چھوڑ دیتا ہے تو کیا ہم نے جس فعل کو پہلے ظلم سے تعبیر کیا تھا وہ عین عدل قرار پائے گا؟ اگر اس حقیقت سے خود صاحب کار واقف ہوتا تو کیا وہ خود اپنے ہاتھ سے گدے کو نہ پھاڑتا یا کار کے کسی دوسرے حصے کو خراب نہ کرتا؟

یقیناً کار کے فرش کا چاک کرنا ایک مذموم فعل ہے لیکن جبکہ کار کی بقا اور حفاظت کا راز چاک کرنے ہی میں مضمر ہو تو پھر اس وقت یہی مذموم فعل حسن بن جائے گا، کیونکہ کار کا بچ جانا خواہ اس کے گدے کو چاک ہی کیوں نہ کرنا پڑے اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ گدا تو صحیح سالم رہے لیکن وہ کار ہی ہم سے چھن جائے۔

جس قصے کو یاد کرنے کا میں نے ابھی ذکر کیا وہ قصہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا ہے جسے قرآن نے سورۃ کہف میں بیان کیا ہے اور اس کی نوعیت بالکل مذکورہ مفروضہ اور اس سے اخذ کئے ہوئے نتیجہ کے مطابق ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کو جب کشتی میں سوراخ کرتے دیکھا تو انہیں ان کا یہ فعل ناگوار گذرا، کیونکہ ان کے سامنے واقعہ کا صرف ظاہری اور سطحی پہلو تھا اور ایک حد تک ان کی یہ ناگواری بجا بھی تھی، اس لئے کہ وہ ایک جلیل القدر پیغمبر تھے اور جانتے تھے کہ بلا اذن ملکِ غیر میں تصرف کرنا سزا اور ضمان کا موجب ہے۔ لیکن حضرت خضرؑ کے پیش نظر واقعہ کا حقیقی اور باطنی پہلو تھا اس لئے انہوں نے وہ کیا جو کچھ انہیں کرنا تھا۔

پھر حضرت خضر علیہ السلام نے جو کچھ کیا وہ اپنی سمجھ سے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ قرآن نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:۔ ما فعلتہ عن امری (سورۃ کہف آیت ۸۲) میں نے جو کچھ کیا اللہ کے حکم سے کیا اپنی سمجھ سے نہیں کیا۔ معلوم ہوا اس دنیا میں ہم قطعاً اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ کسی واقعہ کے صرف ایک پہلو کو دیکھ کر حقیقت حال سے مطلع ہوئے بغیر اس واقعہ کے اچھا یا برا ہونے کا حکم صادر کریں۔

اگر حکومت سرکاری آدمی آپ کے مکان کو ڈھانے لگے تو آپ کو سخت رنج اور ملال ہو گا اور اس کے اس ظلم پر بیحد غیظ و غضب کا اظہار کریں گے۔ لیکن جب آپ پہلے سے یہ جان رہے ہوں کہ حکومت اس کے عوض کتنی قیمت ادا کرے گی تو پھر آپ پھولے نہ سمائیں گے، اظہارِ تشکر اور امتنان کے بجائے آپ کو الفاظ کی تنگیٔ داماں کا گلہ ہو گا اور اسی فعل کو جسے آپ پہلے برا تصور کر رہے تھے حکومت کی جانب سے ایک عظیم عطیہ خیال فرمائیں گے۔

"خوب سمجھ لیجئے کہ اس دنیا کے رنگ و بو میں حقیقت وہی نہیں ہوا کرتی جو بظاہر دکھائی دیتی ہے۔ کتنی ہی ظاہری اچھائیاں ہیں جو فی الحقیقت برائیاں ہیں اور کتنی ہی ظاہری برائیاں ہیں جو فی الحقیقت اچھائیاں ہوتی ہیں۔ ہماری عقل صرف ظواہر کو دیکھ کر حکم لگا دیتی ہے لیکن نہیں جانتی کہ ان ظواہر کی تہہ میں کیسے بواطن پوشیدہ ہیں۔" (اضافہ از مترجم)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب انسان اس فعل کے کرنے پر مجبور ہے جو اس کے مقدر میں ہے تو پھر اس فعل پہ بازپرس کا کیا مطلب، یہ بات تو عدل و انصاف کے علی الرغم ہے۔

جبر و قدر کا مسئلہ کوئی نیا نہیں، بہت پرانا ہے۔ اس سلسلہ میں جو اصل جھگڑا ہے وہ "ارادہ" اور "اختیار" کا ہے۔ یعنی کیا ہم اپنے ارادے اور اختیار میں پورے طور پہ آزاد ہیں، کچھ اس طرح کہ جو چاہیں کریں اور جیسا چاہیں کریں؟

بلاشبہ ہم اس پر قادر ہیں کہ ابھی بیٹھے ہوئے ہیں، ابھی کھڑے ہو جائیں، لباس بدلیں اور بدل کر گھر سے نکل پڑیں۔ اور اس پہ بھی کہ بیٹھا کھڑے ہوں نہ لباس بدلیں اور نہ گھر سے باہر نکلیں۔ آخر اس میں کس کو تردّد ہو سکتا ہے؟ پھر جبکہ ہم گھر سے نکل پڑیں تو اب اس پر بھی ہمیں اختیار ہے کہ مسجد جا کر نمازیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے لگیں اور اس پہ بھی کہ لہو و لعب کی جگہ جا کر فسق و فجور کرنے والوں کے ساتھ

فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں۔ بھلا اس میں کس کو شک ہو سکتا ہے؟

آپ فرمائیں گے کہ ہم جو کام کرتے ہیں وہ پہلے ہمارے مقدر میں لکھا جا چکا ہے، تو حضور بعد ادب و احترام عرض ہے کہ اولاً آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ اور ہوا تو کام کرنے سے پہلے یا کام کرنے کے بعد؟ کیا جو شخص فعلِ زنا کرتا ہے وہ پہلے لوحِ محفوظ کو دیکھ کر معلوم کر لیتا ہے کہ زنا اس کے مقدر میں ہے، پھر لاچار اور مجبور ہو کر احکامِ قدر کو اپنے اوپر نافذ کرنے کے لیئے اس کا اقدام کر رہا ہے؟ یا کہ محض اپنی نفسانی خواہشات کی بھڑکی ہوئی آگ کو بجھانے کے لیئے؟ اور کیا ایسا شخص تقدیر کے ہر فیصلے پر راضی ہے؟

ایک مرتبہ میری بحث اس جماعت کے ایک فرد سے ہو گئی جو معصیت کے سلسلہ میں تقدیر کو پیش کرتی ہے، میں نے دورانِ بحث ایک زناٹے کا تھپڑ رسید کیا، وہ چلانے لگا اور مجھ پر بُری طرح ٹوٹ پڑا، لیکن فوراً ہی لوگ میرے اس کے درمیان حائل ہو گئے اور میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد جب اس کا غصہ فرو ہوا تو میں نے ہمدردانہ لب و لہجہ میں کہا کہ بھائی میرے قریب آؤ، اب میں تمہیں کی وجہ بتاؤں۔ جب وہ میرے قریب آ گیا تو میں نے اس سے کہا دیکھو! تم سے میری دشمنی نہ پہلے کبھی رہی نہ اب ہے۔ غرض میرے مارنے کی صرف یہ تھی کہ تم پر میں حجت قائم کر سکوں، تم یہی تو کہتے ہو کہ جو کچھ ہوتا ہے تقدیر کے فیصلہ سے ہوتا ہے اور ہم اس میں مجبور ہوتے ہیں؟ تو کیا میں نے جو تمہیں تھپڑ لگایا وہ تمہاری تقدیر میں نہیں تھا؟ پھر تم اس تھپڑ سے خوش کیوں نہیں ہوئے؟

ایسے لوگ اپنے نظریہ کی تائید میں چند ظواہر آیات و احادیث پیش کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ "یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْرًا" گمراہ کرتے ہیں اس مثال کی وجہ سے بہتوں کو اور ہدایت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بہتوں کو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ "ان الجنین عندما یخلق یکتب ما رزقه واجله و شقی ام سعید" بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے اسی وقت اس کے رزق اور موت کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے اور یہ بھی کہ وہ بدبخت ہوگا یا نیک بخت۔ بطورِ جواب عرض یہ ہے کہ ان ہی آیات اور احادیث نے مجھے بھی ایک دن سخت اُلجھن میں ڈال دیا اور میں دیر تک پیچ و تاب کھاتا رہا۔ اللہ کا خاص فضل رہا کہ اس پیچ و تاب کے بعد انشراحِ صدر ہو گیا اور حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آ گئی۔ جب حقیقت کا پردہ اُٹھ گیا تو میں نے محسوس کیا کہ اس سلسلہ میں بات ساری اُلجھن اور دشواری کی یہ ہوتی ہے کہ ہم کسی آیت یا کسی ایک حدیث کو لے لیتے ہیں اور باقی جو احادیث اور آیات ہیں ان سے صرفِ نظر کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ کسی بھی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ضرور ہے کہ موضوع کا تمام پہلو سامنے ہو۔ اسی قاعدے کے تحت یہاں بھی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لیئے ضروری ہے کہ پیشِ نظر قرآن کی تمام آیات اور حدیث کا پورا ذخیرہ ہو۔ میری یہ اُلجھن اس طرح دور ہوئی کہ اولاً میری نظر خداوندِ قدوس کے اس ارشاد پر گئی "یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْرًا" لیکن کچھ دیر بعد دوسرا ارشاد بھی سامنے آ گیا جس میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے یعنی "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ" (قرآن ایسی کتاب ہے جو راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں) اور "وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ" اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال کی وجہ سے مگر صرف بے حکمی کرنے والوں کو۔

اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ "ھدایت" اور "ضلالت" دو وصف ہیں، جو شخص متقی ہوگا۔ اس کے لئے قرآن باعثِ ھدایت ہے اور جو فاسق ہوگا اس کے لئے باعثِ ضلالت۔

"یعنی کتابِ ہدایت (قرآن) نازل تو ساری دنیا کے لئے ہوئی ہے خطاب سارے عالم سے کر رہی ہے لیکن عملاً اس سے نفع وہی لوگ حاصل کریں گے جن کے اندر حق کی طلب اور تلاش ہے اور جن کا ضمیر زندہ ہے، آفتاب اپنی جگہ عالم تاب سہی لیکن جس کی بصارت ہی ضائع ہو چکی ہے اس کے لئے ... تیز سے تیز تر شعاع بیکار ہے۔ زمین اگر مردہ ہے اس کے حق میں بڑی سے بڑی بارش بے اثر ہے۔ غذا بہتر سے بہتر بھی ہیضہ کے مریض کے لئے لاحاصل بلکہ مضر ہے۔ قرآن مجید سے استفادہ کے لئے اولین شرط دل کے اندر تقویٰ ہے"۔

(اضافہ از مترجم)

پھر میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ یہ ٹھیک ہے کہ مجھے خبر نہیں کہ کون متقی ہوگا اور کون فاسق، لیکن شاید اللہ تعالیٰ کسی کے متقی اور کسی کے فاسق ہونے کا فیصلہ فرما چکا ہو تو پھر اس صورت میں تو معاملہ بندے کی قدرت سے باہر ہو گا۔ ذہن میں سوال لئے ہوئے قرآن پاک کی طرف رجوع کیا، غور و خوض کے بعد پتہ چلا کہ خدا کی طرف سے نہ تو بندہ زہد و تقویٰ پر مجبور ہے اور نہ ہی فسق و فجور پر، تمام ممکنہ افعال و اعمال میں اسے کرنے اور نہ کرنے کی پوری طور پر طاقت حاصل ہے۔ ارشاد ہے "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" قرآن ایسی کتاب ہے جو راہ بتلانے والی ہے خدا سے ڈرنے والوں کو جو یقین لاتے ہیں غیب کی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ (البقرہ آیت ۲/۳)

اسی طرح "وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ" اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس (مثال) سے کسی کو، مگر صرف بے حکمی کرنے والوں کو جو کہ توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اس کے استحکام کے بعد، اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو کہ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو وابستہ رکھنے کا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں (البقرہ آیت ۲۶-۲۷)

آپ کو دونوں طرح کی قدرت حاصل ہے یہ کہ غیب کی چیزوں پر ایمان لائیں (غیب سے مراد وہ حقیقتیں ہیں جو انسان کے حواس و عقل سے پوشیدہ ہیں اور کبھی براہِ راست عام انسانوں کے تجربے اور مشاہدے میں نہیں آتیں۔ مثلاً خدا کی ذات و صفات، ملائکہ، وحی، جنت، دوزخ وغیرہ) نماز ادا کریں اور راہِ خدا میں مستحقوں کو دیں اور اس طرح متقین کی صف میں داخل ہو جائیں یا یہ کہ نقضِ عہد اور قطع تعلق کریں اور زمین میں فساد مچائیں اور اس طرح فاسقین کی جماعت میں داخل ہو جائیں۔ پہلی صورت میں قرآن آپ کے لئے مجسمۂ ہدایت ہوگا اور دوسری صورت میں آپ کو ضلالت کی وادی میں حیران و پریشان رکھے گا۔

بھلا بتائیے کہ جب تمام ممکنہ افعال و اعمال میں بندے کو "اختیار" اور "ارادہ" حاصل ہے تو پھر اکراہ اور اجبار کہاں؟ ہاں یہ الگ بات ہے کہ اللہ جل شانہٗ کو اس کا علم ہے کہ آپ اپنے اس اختیار اور ارادہ کا استعمال نیک اور اچھے کاموں میں کریں گے یا بُرے اور خراب کاموں میں۔ اسی طرح آپ میں سے انجام کار کے اعتبار سے کون بدبخت ہوگا اور کون نیک بخت۔ لیکن اس کا یہ علم کسی کو کسی فعل کے اوپر مجبور نہیں کرتا۔ اسے آپ ایک مثال سے سمجھیئے کہ ایک مدرس (جو بلاشبہ جماعتِ انسانی ہی کا ایک فرزند اور خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے) زمانۂ امتحان جب قریب آتا ہے تو اس کی اہمیت پر تقریر کرتا ہے اور تمام طالبعلموں کو ہفتہ کی چھٹی کے دن بھی تعلیمی مشاغل میں ہمہ تن مصروف رہنے کی تلقین کرتا ہے، درآنحالیکہ وہ بعض طالب علموں کے متعلق قطعی طور پر جانتا ہے کہ بدشوق ہیں، نہ تو محنت کرتے ہیں اور نہ ہی وہ امتحان میں کامیاب ہوں گے تو کیا آپ بعض طالب علم کے متعلق مدرس کے اس علم کے بارے میں یہ کہیں گے کہ اس کا یہ علم ان طالب علموں کو سستی غفلت اور پڑھنے لکھنے سے بے رغبتی پر مجبور کرے گا؟

"علم" و "مرضی" کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ عوام کے ذہن ان دو مختلف باتوں کے درمیان خلط مبحث کر کے اپنے آپ کو عجیب الجھن میں ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً قرآن شریف کی ایک آیت ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ" (البقرہ آیت ۶) بے شک وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں، خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس آیت سے لوگ اپنے آپ کو الجھن میں ڈال دیتے ہیں اس کی بنیادی اور واحد وجہ وہی "علم" و "مرضی" کے درمیان خلط مبحث ہے۔ حالانکہ بات ظاہر ہے کہ یہ ایک خبر ہے جو چیز اپنے بندے کو دے رہا ہے۔ ایک اطلاع ہے جو علیم کل اپنے رسول کو پہنچا رہا ہے۔ مرضیِ الٰہی سے اسے شائبہ کا تعلق بھی نہیں — طبیب حاذق اپنے علم کی رُو سے مدتوں پیشتر خبر دیدیتا ہے کہ فلاں بدپرہیز خود رائے مریض اچھا نہ ہوگا۔ کیا اس پیشن گوئی، اس اخبارِ غیب میں اس شفیق طبیب کی خواہش و مرضی کو بھی دخل ہوتا ہے؟ بقول مفسر تھانوی "اس کافر کا ناقابلِ ایمان ہونا اللہ کے اس خبر دینے کی وجہ سے نہ ہوا۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا اس کافر کے ناقابل ایمان ہونے کی وجہ سے واقع ہوا ہے اور ناقابلِ ایمان ہونے کی صفت اس کی شرارت اور عناد و مخالفتِ حق کے سبب پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں اس کی پیدائش کے ساتھ استعدادِ قبولِ حق رکھی ہے جیسا حدیث میں آگیا ہے کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر یہ شخص خود اپنی ہوائے نفس اور خود غرضی کی وجہ سے حق کی مخالفت کرتا ہے یہاں تک کہ ایک روز وہ حق فنا ہو جاتا ہے۔ آیت باقی صفحہ ۱۱

باقی صفحہ ۱۱

ارشادات مولانا مفتی محمود

بنگلہ دیش تسلیم کر کے

پاکستان کی لاش دفنا دی گئی

کیا آخری رسوم کیلئے پاکستان میں آدمی کم تھے؟

(رپورٹ: شیخ محمد یعقوب ملتان)

قائد جمعیۃ نے گزشتہ روز ڈیرہ غازی خان بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا:۔

قانون دان بھائیو اور جناب صدر! سب سے پہلے میں آپ حضرات کا شکریہ بجالانا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے مل بیٹھنے کا یہ پروگرام بنایا۔

قانون دانوں کی ذمہ داری

پاکستان آج ایسے دور سے گذر رہا ہے کہ گزشتہ ۲۷ برس میں ایسا نازک ... بحرانی دور اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ آپ حضرات قانون کے ماہر اور محافظ ہیں۔ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ قانون آپ سے اپنے تحفظ کی مدد طلب کرتا ہے۔ آپ آگے بڑھیں اور ملک میں قانون کی حکمرانی کے لئے جدوجہد کریں۔

محترم بھائیو! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ملک میں آمریت مسلط ہے۔ ایک شخص کا حکم اس کی زبان اور قلم قانون بن گیا ہے۔ اس صورت حال کو میں ملک کے مفاد کے منافی قرار دیتا ہوں۔ ملکی مفادات کا تقاضا ہے کہ بالادستی قانون کو حاصل ہو۔ اور قانون کی بالادستی کو کسی ایک شخص یا جماعت میں ختم کرنے کی اہلیت باقی نہ رہے ضرورت ہے کہ برسر اقتدار گروہ آئین کے مطابق حکومت چلائے اور قانون کا خود بھی احترام کرے۔

حزب اختلاف نے جب محسوس کیا کہ ملک میں قانون اور دستور کا احترام مجروح ہو رہا ہے تو انہوں نے بحالیٔ جمہوریت کے لئے ایک پرامن تحریک شروع کی تھی۔ یہ تحریک نہ تو بغاوت تھی اور نہ سول نافرمانی۔ یہ صرف بنیادی حقوق کے تحفظ اور قانون کے احترام اور جمہوری اقدار کی بحالی کے لئے تھی۔

تحریک جمہوریت

ہم نے محسوس کیا تھا کہ پاکستان میں ابلاغ کے تمام ذرائع اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن پر ایک پارٹی کا قبضہ ہے اور یہ ادارے قوم تک ہماری آواز پہنچانے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ اور کسی سیاسی پارٹی یا لیڈر کے عوام تک پہنچنے کی راہ بھی مسدود ہو چکی ہے تو ہم نے پرامن طور پر بحالیٔ جمہوریت کی تحریک کا فیصلہ کیا تھا۔ ملک بھر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی۔ ہمیں قوم سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی۔ ہمارے راستے روک دیئے گئے۔ قوم کے سامنے اپنے خیالات جذبات اور مشکلات بیان کرنے کے لئے ہم نے پبلک جلسے کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اور اس کے سوا ہمارے پاس کوئی اور ممکن صورت نہیں تھی۔

باوجودیکہ نئے آئین میں جو حقوق دیئے گئے ہیں۔ ان میں فکر کی آزادی، تقریر و تحریر کی آزادی، اجتماع کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ مگر حکومت نے دفعہ ۱۴۴ کا غلط استعمال کر کے ہمارے آئینی حقوق کو سلب کر لیا تھا۔ ہم نے سمجھا کہ قوم کو جو آئین دیا گیا ہے اس کے مطابق قوم کے آئینی حقوق کے لئے جدوجہد کرنا ہمارا آئینی حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم حق بجانب تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ ان آئینی مطالبات کی پاداش میں ہمارے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا۔ ہمارے ورکروں کو کس بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور کس طرح انسانیت سوز سلوک کا مظاہرہ کیا گیا۔ حکومت کا یہ سلوک قانون کی توہین کے ساتھ ساتھ انسانیت کی بھی توہین تھا۔ ایسے مظالم کئے گئے۔ جن کے ذکر سے آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس قدر گھٹیا اور غیر شریفانہ سلوک کیا گیا کہ جس کا ذکر بھی شریف لوگوں کے سامنے نہیں کیا جا سکتا۔ میری شرافت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ان مظالم کی تفاصیل آپ کو بتاؤں۔

آپ یہ بتائیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ کونسا آئینی جواز تھا، اور کون سا قانون تھا۔ جس کے مطابق ہمارے ساتھیوں سے یہ سلوک روا رکھا گیا۔ یہ واقعات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ پاکستان میں قانون کا احترام نہیں کیا جاتا۔ دستور کو پامال کیا گیا اور قانون کی توہین کی گئی۔ آپ لوگ ہی قانون جانتے ہیں اور آپ پر ہی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قانون کے احترام کو بحال کرائیں۔

اختلاف آئین سے نہیں

موجودہ آئین سے ہمارا اختلاف یہ نہیں کہ آئین لادینی یا غیر جمہوری ہے کسی نہ کسی حد تک اس میں اسلام، جمہوریت موجود ہے۔ ہمیں اختلاف یہ ہے کہ اس آئین پر بھی عمل نہیں کیا جا رہا۔ میں یہ وضاحت کر دوں کہ اس آئین میں جس قدر بھی اچھی باتیں ہیں، جمہوریت سے متعلق، اسلام سے متعلق اور بنیادی حقوق یہ اپوزیشن کا کارنامہ ہے ہم نے لڑ بھڑ کر یہ سب منوایا اور آئین کو قابل عمل بنوایا ہے، مگر ایک شخص من مانی کر رہا ہے اور آئین کا احترام نہیں کرتا اور عوام کو دیئے گئے حقوق سلب کئے بیٹھا ہے کہا جاتا ہے کہ ہم نے ووٹ حاصل کئے ہیں اس لئے پانچ سال حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم کبھی یہ نہیں کہتے کہ آپ کو حکومت کا حق نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ حکومت دستور اور قانون کے مطابق چلاؤ اور سرحد و بلوچستان میں جن جماعتوں کو اکثریت حاصل ہے اور ان صوبوں کے عوام نے جن کو منتخب کیا ہے ان کو بھی یہ حق دو کہ وہ حکومت اپنی صوابدید کے مطابق چلائیں۔ ہم نے کب کہا ہے کہ آپ حکومت کرنے کے اہل نہیں۔ مری مذاکرات میں بھٹو نے کہا تھا کہ میں تسلیم کرتا ہوں، کہ دونوں صوبوں میں آپ کی اکثریت ہے اور میں نے بڑی کوشش کی۔ مگر بلوچستان میں آپ کی اکثریت کو ختم نہ کر سکا۔ میں اپنی ڈائری میں لکھوں گا کہ میں شکست کھا گیا۔

صدر مملکت اور آئین

میں نے صدر صاحب کو کہا تھا کہ آپ کیوں ضد کر رہے ہیں۔ آئین کے مطابق صوبائی حکومتیں بحال کریں تو صدر صاحب نے کہا کہ چھوڑو آئین کو، کون عمل کرتا ہے آئین پر۔

یہ حالات ہیں جن کو مختصر طور پر میں نے بیان کیا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس ملک میں قانون کی بالادستی عوام کو حاصل نہیں۔ آپ قانون دان ہیں، آپ قانون کی حفاظت کریں۔ جمعیۃ کے ارکان اور کارکن آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ملک میں قانون کو بالادستی حاصل ہونی چاہیئے۔

المیہ مشرقی پاکستان

مجھے یقین ہے کہ اگر قانون اور جمہوری روایات پر عمل کیا جاتا تو مشرقی پاکستان الگ نہ ہوتا۔ اس سلسلہ میں مغربی پاکستان کے عوام بھی اتنے ہی ذمہ دار ہیں۔ ہم سب نے پاکستان کے عوام کا اور اکثریتی پارٹی کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ قانون کا تقاضا تھا کہ مجیب کو حکومت بنانے کا موقع دیا جاتا۔ ۶ نکات کی بنیاد پر بھی آئین بن جاتا تو ہم اکٹھے رہ سکتے تھے۔ اور ملک کو ایک رکھنے میں شاید ہم کامیاب ہو جاتے۔ میں ڈھاکہ گیا اور آئین کے مسئلہ اور سیاسی مناقشات پر شیخ مجیب الرحمٰن سے گفتگو کی۔ مجیب نے وعدہ کیا تھا کہ آئین کے معاملہ پر تمام پارٹیوں کے لیڈروں سے بات چیت کروں گا، اور کسی ایک شخص کی بھی معقول بات تسلیم کرنے سے انکار نہیں کروں گا۔

انتخابات کے فوراً بعد اجلاس بلوانے کی ضرورت تھی۔ یہ اجلاس نہ بلوایا گیا۔ ۳ مارچ کو بعد از خرابیٔ بسیار اجلاس ہوا تو اسے ملتوی کر دیا گیا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ہم سے الگ نہیں ہوئے ان کو دھکیلا گیا ہے۔ ہماری افواج نے بھارت

کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ کاش ہم اپنے مسلمان بھائیوں اور مشرقی پاکستان کے عوام کے سامنے ہتھیار ڈالتے کہا جاتا ہے کہ مجیب غدار تھا۔ اس کے سپرد حکومت کس طرح کر دی جاتی۔ ذرا سوچئے۔ آپ کون ہوتے ہیں حکومت سپرد کرنے والے۔ قوم نے حکومت ان کے سپرد کر دی تھی تم نے قوم کا فیصلہ نہ مانا۔ اور ایک عظیم ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

غداری کا معیار

افواہوں پر ہم یقین کرنے کے لئے تیار نہیں حقیقت کا انکار گمراہی ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ عبدالغفار اور اس کا بیٹا غدار ہے۔ خان عبدالغفار خاں دستور ساز اسمبلی کے ممبر تھے۔ انہوں نے پاکستان کی وفاداری کا حلف اٹھایا، ولی خاں اپوزیشن کا لیڈر ہے۔ اپوزیشن پارٹیوں کا متفقہ لیڈر کبھی غدار ہوتا ہے؟ پاکستان کے لوگ بھی عجیب لوگ ہیں۔ یہ ایک شخص کو غدار بھی قرار دیتے ہیں اور اسی شخص کو حکومت بھی سپرد کر دیتے ہیں۔ بگتی غدار تھا، گورنر بنا دیا گیا اور اب پھر غدار بنایا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر خان، دولتانہ اور میجر جنرل اکبر خاں سے بھی ایسا ہی کیا گیا۔

جس قانون (لیگل فریم ورک) کے ذریعہ انتخابات ہوئے۔ اس نے دستور بنانے اور قانون بنانے کا کام بھی ان ممبروں کے سپرد کیا تھا۔ اور قوم نے ان دونوں کاموں کے لئے نمائندوں کو منتخب کیا تھا۔ اس لئے کسی جدید انتخاب کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے جمعیۃ نے اس وقت یہ موقف اختیار کیا تھا۔ اس کے برعکس دوسری جماعتوں نے نئے انتخابات کا مطالبہ کیا تھا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ موجودہ حکومت پر عوام کو اعتماد نہیں رہا۔ اس لئے انتخابات کرائے جائیں۔

ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے بتایا کہ میرے دور حکومت میں پولیس نے ایک گولی نہیں چلائی اور نہ کسی شخص کو ڈنڈے مار کر زخمی کیا۔ اگر یہ ثابت کر دیا جائے تو میں جرمانہ ادا کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے کشیدہ حالات کو ختم کرنے کے لئے صرف ۱۳ آدمیوں کو سیاسی سرگرمیوں کے قانون کے تحت گرفتار کیا تھا۔ اور ان کو ایک ماہ گذرنے سے پہلے رہا کر دیا گیا تھا۔ ان کے سوا کسی ایک سیاسی آدمی کو نہ گرفتار کیا گیا اور نہ جیل بھیجا گیا۔

افضل بنگش کے وارنٹ جاری تھے۔ پنجاب پولیس نے ان کو گرفتاری سے بچایا۔ اور یہ اسلام آباد میں وزراء کے بنگلوں اور کوٹھیوں میں پناہ لئے رہا۔

بلوچستان کا قصہ

بلوچستان کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ جن لوگوں کو عوام نے منتخب کیا تھا۔ ان پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے ہیں اور ۶ ممبر جیل میں ڈال دیئے گئے۔ حکومت کو احساس تھا کہ مقتدر گروہ کو اکثریت حاصل نہیں۔ اس لئے بجٹ آرڈیننس کے ذریعہ منظور کیا گیا اب بھی پارٹی پوزیشن ۱۳/۸ ہے۔ مقتدر پارٹی کو صرف آٹھ ممبروں کی تائید حاصل ہے۔ حال ہی میں جو اجلاس ہوا تھا۔ اس میں سرکاری بنچوں پر آٹھ اور اپوزیشن بنچوں پر سات ممبر بیٹھے تھے۔ باقی چھ ممبر جیل میں بند تھے۔

مشرقی پاکستان کے اتنے بڑے المیہ سے بھی حکومت نے سبق نہیں سیکھا اور غیر آئینی وغیر جمہوری حرکتوں سے باز نہیں آ رہی۔ جب سیاسی پارٹیوں کو حقوق نہیں ملیں گے تو وہ کس طرح خاموش بیٹھ رہیں گی مگر میں حکومت کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم مشرقی پاکستان کی طرح الگ نہیں ہوں گے۔ اگر دھکے دے کر بھی الگ کرنا چاہو گے تو ہم نہیں نکلیں گے۔ ہم بنگالی نہیں جو ہاتھ پاکستان کی سالمیت کے خلاف اٹھے گا ہم اس ہاتھ کو کاٹ دیں گے۔ آپ لوگ اکثریتی صوبہ کے لوگ ہیں۔ پنجاب کو بڑا ہونے کی حیثیت میں ہوش کرنی چاہیئے

ضمنی انتخابات کا ڈھونگ

میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کے حالات بہت خراب ہو چکے ہیں۔ آج بھی مری قبائل پر بمباری ہو رہی ہے۔ خیر بخش مری کی خالی ہونے والی سیٹ پر جو انتخابات ہوئے۔ اس میں مری قبائل میں صرف چار پولنگ اسٹیشن بنائے گئے۔ جبکہ اس علاقہ میں پہلے ۳۷ پولنگ اسٹیشن تھے اور ۷۵ ہزار ووٹ۔ فوج نے خود پرچیاں کاٹ کر حکومتی پارٹی کو کامیاب کرایا ہے۔ یہ وہی صورت حال ہے جو مشرقی پاکستان میں تھی۔ اپوزیشن کے ممبروں کو زبردستی نااہل قرار دیکر حکومتی پارٹی کو کامیاب کرانے کی کوشش بہت خطرناک ثابت ہوگی۔ اپنے آدمیوں کو لایا جا رہا ہے۔ اور اپریل ۱۹۷۳ء سے اقلیتی پارٹی حکومت پر قابض ہے۔ اور اکثریتی پارٹی مظالم کا شکار

بنگلہ دیش

بنگلہ دیش کے سلسلہ میں مفتی صاحب نے بتایا کہ جماعت نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا اور جماعت فیصلہ کرے گی اس کا احترام کیا جائے گا۔ مگر جس طریقے بنگلہ دیش کو تسلیم کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ انتہائی غلط ہے۔ پاکستان جسے ۱۹۴۷ء میں بنایا گیا۔ وہ ۱۹۷۱ء میں قتل کر دیا گیا۔ سوا دو سال تک اس کی لاش چوراہے پر رکھی ہوئی رہی۔ اب مسلمان سربراہوں کو بلوایا گیا اور نماز جنازہ کے بعد بصد احترام اسے دفنا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ نماز جنازہ کے لئے ہمارے پاس آدمیوں کی کمی نہ تھی۔ حکومت کو چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں اپوزیشن کو اعتماد میں لیتی اور نیشنل اسمبلی سے منظوری حاصل کی جاتی یہ مسئلہ جذباتی طور پر نعرے بازی سے حل نہیں ہوگا۔ اس پر دلائل اور واقعات کی روشنی میں غور کرنا اور پوری قوم کو اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے۔ اور پاکستان کے مفادات کو سامنے رکھنا چاہیے۔ ایسا اقدام کیا جائے۔ جس سے پاکستان مضبوط ہو اور قوم خوشحال۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اسرائیل کا مسئلہ الگ ہے اور بنگلہ دیش کی پوزیشن الگ۔ بنگالی ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ اور یہ خطہ ہمارے لئے بہترین منڈی کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ یہودیوں کے مقام پر مسلمانوں کو کھڑا کرنا کسی صورت میں درست نہیں۔

ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے بتایا کہ متحدہ جمہوری محاذ میں ہماری شرکت ظلم کے مقابلہ میں متحد ہونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو آدمی اس پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ یا تو حکومت کا ایجنٹ ہے یا غدار قوم، اس لئے کہ اس ظلم سے عوام کو بچانے والے مخلص اور مجاہد لوگوں کی مخالفت قوم اور ملت سے غداری کے مترادف ہے۔ ہم ظلم کا مقابلہ اس وقت تک کریں گے جس وقت تک کہ ظلم ختم نہیں ہو جاتا۔

خان محمد زمان خاں کی واپسی

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری سینیٹر حاجی محمد زمان خاں اچکزئی فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۷۴ء کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خشکی کے راستے بخیر و عافیت اپنے آبائی گھر عنایت اللہ کاریز (گلستان) پہنچ گئے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر ان کے عزیز و اقارب اور جماعتی دوستوں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔

حاجی محمد زمان خاں اچکزئی نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ انہوں نے متبرک مقامات پر پاکستان کے استحکام، پاکستان میں شرعی نظام کے نفاذ، پاکستان میں گرانی کے خاتمہ اور جمعیۃ علماء اسلام کی کامیابی اور ترقی کے لئے دعائیں کیں۔ اور اللہ تعالے کا لاکھ شکر ادا کیا کہ ان کو فریضہ حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ (سید ضیاء الدین تقرجوری سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان گلستان)

ہم والد مرحوم کی طرح اپنے قبیلہ کی خدمت کرتے رہینگے

بلوچ قبیلہ جانڈیہ کے مقدم و سربراہ پیر بخش خاں مرحوم کی فاتحہ خوانی کے موقعہ پر ان کے اپنے گاؤں ڈگر چٹ میں ایک عظیم اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں ان کے بڑے فرزند خیر بخش خاں جانڈیہ کی دستار بندی کی گئی۔ اس موقعہ پر خیر بخش خاں جانڈیہ نے تقریر کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ ہم اپنے والد صاحب کی طرح اپنے خاندان اور قبیلہ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ ان کے چھوٹے فرزند اور جمعیۃ علماء تحصیل ڈیرہ غازیخاں کے جنرل سیکرٹری مولانا شاہ محمد خاں ترابی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ظالم حکمرانوں کے ہاتھ روکنے کے لئے بلوچ عوام کو اب میدان میں اترنا چاہیئے۔

اختتام پر پیر بخش خاں مرحوم کی دعاء مغفرت کے لئے ہزاروں دست در بارگاہ ایزدی طلبگار دعا تھے اور آنکھیں راہنما قبیلہ کے لئے اشکبار تھیں

ایشیا

احمد حسین کمال جمعیۃ اکادیمی، سی ۱۵۴
کورنگی ۶ ——— کراچی ۳۱

سہ پہلو سیاست کی زد میں

خوانندگانِ محترم!

گذشتہ نشست میں آپ سے کچھ زیادہ باتیں نہیں ہوسکی تھیں۔

اسلامی کانفرنس کی سرشاریاں ایسی نہیں تھیں، جن کا اثر کافی دن نہ رہتا۔ کانفرنس کے خاتمہ کے بعد بعض ایسی باتیں سامنے آئی ہیں اور آرہی ہیں جن کو جاننا اور سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

کانفرنس کے بعد

مصر کے صدر جناب انور سادات تو بھارت اور بنگلہ دیش کے دورہ پر تشریف لے گئے

الجزائر کے صدر، جناب بومدین عوامی جمہوریہ چین تشریف لے گئے۔

اور لیبیا کے محترم صدر جناب قذافی پاکستان کے تین دن کے دورہ کے لئے ٹھہر گئے۔

یہ واقعات اپنی جگہ

مگر اس کے ساتھ ہی

متحدہ عرب امارتوں کے وزیر خارجہ بھارت گئے، اور انہوں نے بھارت کے ساتھ باہمی اقتصادی تعاون کے ایک سمجھوتہ پر دستخط کئے۔

لیبیا کے وزیر اعظم جناب جالوت نے مغربی جرمنی کے ساتھ تیل کی فروخت کا معاہدہ کیا۔

اور آج ۷، مارچ کو اطلاع آئی ہے کہ سعودی عرب کے وزیر جناب یمانی نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ کو تیل کی سپلائی پر پابندی کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس پابندی کے خاتمہ کے لئے عرب وزرائے خارجہ کے آئندہ اجلاس میں غور کیا جائے گا۔

قارئین کرام! کیا آپ ان واقعات یا تبدیلیوں کو بھی اسلامی سربراہ کانفرنس کی کامیابیوں میں شمار کریں گے؟

میرے خیال میں ان واقعات کا شاید اسلامی سربراہ کانفرنس کے فیصلوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی سربراہ کانفرنس کی بدولت مسلمان ملکوں نے آخر کون سی مشترکہ پالیسی اختیار کی ہے۔ تیل کی سپلائی پر بھی اگر عرب ملکوں نے الگ فیصلے کرنے شروع کردیئے ہیں تو آئندہ مشترکہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے وحدت عمل کی کون سی راہ متعین کی جائے گی۔

ایران اور عراق کے درمیان فوجی جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے۔ حالانکہ ان دو مسلم ممالک کے نزاع و تصادم کو اگر کانفرنس ختم کراسکتی تو یہ اس کی نمایاں کامیابی شمار ہوتی

بہر حال نا امید نہیں ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے آگے چل کر خوش آیند واقعات کا ظہور ہونے لگے۔

قارئین! اس وقت جو نئے نقشے، جنوب ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں بنائے جانے کی کوششیں ہو رہی ہیں آیئے! ذرا ان پر بھی نظر ڈال لیں۔

بحر ہند میں امریکہ اور برطانیہ کی مشترکہ مساعی سے جو نیا فوجی اڈہ ڈیگو گارسیا نامی جزیرہ پر بنایا جارہا ہے اس سے تو آپ باخبر ہوں گے ہی۔

ظاہر ہے کہ جب بحر ہند میں امریکہ اور برطانیہ اپنی مشترکہ فوجی طاقت میں اضافہ کریں گے تو روس کیوں خاموش رہے گا۔ وہ بھی بحر ہند کے علاقہ میں اپنی طاقت بڑھائے گا

اس صورت حال پر چین بھی نظر رکھے گا۔

اور اس طرح ایک نئی کشمکش کے جراثیم اس علاقہ میں نشو و نما پانے لگیں گے۔

اس صورت حال کا اثر بحر ہند کے ساحلوں پر واقع ملکوں کی سیاست پر لازماً پڑتا رہے گا۔

مشرق وسطیٰ میں عراق و ایران کے درمیان فوجی جھڑپوں کی خبریں تو خیر آپ پڑھ ہی رہے ہوں گے۔

اسرائیل کے ساتھ مصر کا تنازعہ تو تصفیہ کا ایک مرحلہ طے کرچکا ہے۔ شام کے ساتھ تصفیہ کا پہلا مرحلہ طے کرنے کی کوششیں جاری ہیں

فلسطینی عربوں کا مسئلہ بھی طے کرنے کی میز پر موجود ہے

درحقیقت اب عرب، اسرائیل تنازعہ کی پوزیشن یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر اسرائیل، بیت المقدس سے اپنا تسلط اٹھا لے اور فلسطینی عربوں کے لئے کچھ حصۂ زمین چھوڑ دے تو اسرائیل کا وجود برداشت کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی سربراہ کانفرنس کے اعلانات میں بھی یہ دو مطالبے دہرائے گئے ہیں کہ اسرائیل ۱۹۶۷ء کے مقبوضہ عرب علاقے خالی کردے اور بیت المقدس سے اپنا تسلط اٹھالے

خوانندگانِ محترم!

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ایشیا سہ پہلو سیاست کی زد میں ہے۔ امریکہ اور اس کے دوستوں کی سیاست، جو دنیا پر اپنی سرمایہ دارانہ گرفت قائم رکھنے کی آخری کوشش میں مصروف ہیں۔

سوویت یونین کی سیاست، جو مارکسزم پر مبنی نظام کو فروغ دینے میں لگے ہوئے ہیں۔

اور عوامی جمہوریہ چین کی سیاست جو ماؤزے تنگ کی شخصیت کا پرتو سارے ایشیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ۷، مارچ ۱۹۷۴ء

علم و عمل

(از جناب الطاف حسین (شارجہ)

اسلام کا دوسرا نام علم اور عمل ہے۔ علم کے بغیر عمل ناممکن اور عمل کے بغیر علم بیکار چیز ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی اہمیت پر کس قدر زور دیا ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے کہ ہر مسلمان عورت مرد پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ علم حاصل کرو اگرچہ تمہیں برف کی پہاڑیوں پر رینگتے ہوئے چین کیوں نہ جانا پڑے علم کے بغیر کسی بھی چیز کا عرفان نہیں ہوسکتا۔ اور ہر چیز کی جانکاری حاصل کرنا اللہ پاک نے فرض قرار دیا ہے۔ قرآن میں کائنات کی تشکیل اور اس کی دوسری چیزوں پر غور و فکر کرنے کی سخت تاکید کی ہے۔ غور و فکر کا دوسرا نام ہی علم اور تحقیق ہے۔ جب تک انسان تحقیق نہیں کرتا وہ کائنات کے اسرار و رموز کو نہیں پا سکتا۔ انسان پہلے علم حاصل کرلے تو علم اس کو عمل کی ترغیب دے گا۔ اور عمل کے اچھے یا برے ہونے پر ہی نجات موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمل کو صالح رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ صالح عمل انسانی فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے۔ علم اور عمل دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ صرف حروف کی ترتیب میں تھوڑا سا ہیر پھیر ہے۔ علم بھی تین حرفی لفظ ہے اور عمل بھی۔ علم میں ع، ل، م ہے۔ اور عمل میں بھی ع، ل، م ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بے عمل پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ ایسا عمل جس کے پیچھے علم نہ ہو بیکار ہے تاریخ شاہد ہے کہ کسی قوم کے عروج اور اس کی سربلندی کے لئے جس چیز کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ وہ ہے اس کا علم اور عمل۔ جو چیزیں کسی قوم کو لاثانی اور لازوال بناتی ہیں وہ علم اور عمل ہیں۔ آج ہم زوال و انحطاط کا شکار ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر علم اور عمل کی کمی ہوگئی ہے۔ خیر و شر، نیک و بد، اچھے اور برے کی تمیز ہمارے اندر نہیں ہے۔ دوسروں کی نقالی ہمارا شعار ہے۔ ہم نے مقصد اور اصول کے لئے مرنا جینا نہیں سیکھا۔ زندگی ہماری نظروں میں کھلونا ہے۔ حالانکہ زندگی اللہ پاک کی امانت ہے۔ اور حضورؐ نے اسے آخرت کی کھیتی فرمایا ہے۔ زندگی میں سرزد ہونے والا عمل ہی ہمارے لئے جنت یا دوزخ میں داخلہ کا پروانہ ہے۔

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا کی یہ زندگی چار روزہ ہے اس میں ہمیں مل جل کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ، بھائی بھائی طرح۔ ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن کر رہنا چاہیئے خود کو نیک بنائے رکھنا اور دوسروں کو نیک بنانا ہمارا اولین فرض ہے، لیکن ہم نے اپنے آپ کو مختلف فرقوں، خاندانوں طبقوں میں بانٹ لیا ہے۔ نسل و نسب کی ساری برائیاں ہمارے اندر موجود ہیں۔ ہمہ قسم کی برائیوں نے ہمارے اندر گھر کرلیا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم نے قرآن

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اراکین جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی خدمت میں

(تحریر: محمد عثمان الوری کراچی شہر)

میرے محترم ساتھیو اور بزرگو!

اس وقت جمعیۃ علماء اسلام وطن عزیز کے اہم شہروں میں کنونشن منعقد کر رہی ہے۔ اور الحمد للہ کہ بہت ہی کامیاب اجلاس منعقد ہو رہے ہیں۔ خدمت اسلام اور حفاظت پاکستان کا نیا عزم اور جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ ماضی میں جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات ملک کے ہر باشعور شہری پر عیاں ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی جمعیۃ دین و ملت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ جمعیۃ پاکستان میں دین اسلام کی نقیب ہے اور اس میں ملک کے لاکھوں مستند علماء اور ہزاروں کامل صوفیا و شریک ہیں۔ اس کے علاوہ دیندار تاجر، باہمت طلباء و حساس شہری بھی شامل ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام ماضی میں شاندار روایات کی حامل رہی ہے۔ اس قافلہ کی ابتداء حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی ہے۔ جن کی جرأت و شجاعت کے سامنے بادشاہوں کو سرنگوں ہونا پڑا۔ اور حکمرانوں کو راہ راست پر لانے کے لئے آپ نے عظیم قربانیاں دے کر آنے والے علماء حق کے لئے مثال قائم کر دی۔

جمعیۃ علماء اسلام شاہ ولی اللہؒ کے مشن کی حامل ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ اور شرک و بدعت سے نجات دلا کر امامت و سیاست میں دنیا کی اقوام کے لئے رہبر اور راہنما بنا دیا تھا۔ جمعیۃ علماء اسلام حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی امانت کی امین ہے۔ جو انہوں نے اپنے عظیم ورثاء اور خلفاء مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا ضامن شہیدؒ کے ذریعہ برصغیر کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے سونپی تھی اور جمعیۃ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ۔ مفتی کفایت اللہؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی بے لوث مجاہدانہ، عالمانہ و عارفانہ تعلیمات اور فرمودات کے مطابق راہ مستقیم پر گامزن ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام وطن عزیز پاکستان میں حضرت شیخ لاہوریؒ، مولانا محمد صادق (کراچی) مولانا تاج محمود امروٹیؒ، حضرت آغا دین پوری کے عظیم قافلے کا ایک حصہ ہے جو ملک و ملت کے لئے عظیم قربانیوں اور اپنی خدمات کی وجہ سے مشہور ہے۔ اور آج جو عظمت جمعیۃ علماء اسلام کو حاصل ہے۔ وہ کسی بھی جماعت کو حاصل نہیں۔ جمعیۃ کے مخلص کارکن جنہیں دیکھ کر قرن اول کے مجاہدوں کی تصویر سامنے آ جاتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے قائدین نائب رسول اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں اور دین اسلام کی حجت تمام کر رہے ہیں۔ آج بھی جمعیۃ علماء اسلام کی دولت توکل علی اللہ، جمعیۃ کا طریقہ، سنت رسول اللہؐ جمعیۃ کا مشن، حفاظت پاکستان اور نفاذ اسلام جمعیۃ کے دفاتر مرکز اتحاد المسلمین ہیں۔ اس دور میں جبکہ دیگر جماعتوں میں صرف سیاست ہی سیاست ہے اور اس کے سربراہ عملی اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ اس انحطاط پذیر دور میں مولانا محمد عبداللہ درخواستی جیسے مرد قلندر، مولانا مفتی محمود جیسے فقیہہ اور مدبر، مولانا عبید اللہ انور جیسے جامع شریعت و طریقت نوجوان عالم دین جمعیۃ میں شامل ہیں۔ اور مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اس نازک دور میں مسلمانان پاکستان کے لئے ضروری ہے کہ قیام پاکستان کے حقیقی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اور دین اسلام کی برتری، اسلامی قانون کے اجراء کے لئے جمعیۃ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں اور اس دور پرفتن میں پرچم نبویؐ کو بلند رکھنے کے لئے جمعیۃ کے ساتھ تعاون کریں۔

اب جبکہ صوبہ سندھ اور دوسرے مقامات پر جمعیۃ کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ ان میں جوق در جوق شرکت فرمائیں۔ خصوصاً صوبہ سندھ جو کہ باب الاسلام کے نام سے اسلامی تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی سادگی، اخوت اور محبت پورے برصغیر میں مشہور ہے جہاں اسلامی ثقافت اور تہذیب کے آثار سب سے زیادہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ جس کے شہر ٹھٹھہ میں کسی وقت چار سو سے زائد دینی مدارس ایک وقت موجود تھے اسلامی دنیا میں مولانا محمد ہاشم ٹھٹھویؒ کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ضلع سکھر میں امروٹ شریف اور حضرت ہالیجی کے خانقاہی مراکز کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ کراچی کے قدیم مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کی خدمات کو بھی مٹایا نہیں جا سکتا۔ شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ، لال شہباز قلندر کی ہستیوں، شخصیتوں کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ صوبہ سندھ کے قائدین حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی کی سیاست مولانا عبد الکریم بیر شریف کی فراست، حافظ محمود اسعد کی شرافت و صداقت، مولانا نور محمد سجاول والوں کی قدر و منزلت، حاجی کرامت اللہ حیدرآباد والوں کے ایثار و قربانی کی تڑپ اور لگن، محترم شبیر احمد صاحب کے جذبۂ خدمت، تعاون و امداد جمعیۃ کو کون بھلا سکتا ہے۔ کارکنان جمعیۃ سے امید ہے کہ وہ اپنے ان اجلاسوں کو کامیاب بنائیں گے اور حضرت مولانا مفتی محمود اور دیگر بزرگان دین اور اکابرین جمعیۃ کے ارشادات سے مستفید ہو کر اپنے دلوں میں نیا عزم اور یقین ملک و ملت کی خدمت کا نیا جذبہ پیدا کریں گے۔

بقیہ — مولانا شمس الدین

قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے کڑی سزا دی جائے۔ آخر میں ایصال ثواب کیا گیا۔

نماز عشاء کے بعد جامع مسجد صدیقی رسول پورہ میں مولانا عبد السمیع کی زیر صدارت تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا احمد سعید، مولانا زاہد الراشدی، مولانا ضیاء الدین آزاد اور قاری احمد علی نے خطاب کیا۔ جلسہ کے اختتام پر مولانا شہیدؒ کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔

کوئٹہ

کوئٹہ کی جامع مسجدوں اور مدارس میں مولانا شہیدؒ کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں نے اس حادثہ فاجعہ کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا۔ پولیس کی رپورٹ کے مطابق جلوس اور پولیس کے تصادم کے بعد پولیس نے جلوس پر گولی چلائی۔ جس کے نتیجہ میں دو افراد شہید اور بہت سے زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد ۷۰ سے زیادہ افراد کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے جن میں اکثریت جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کی ہے۔ پولیس کے ذرائع کے مطابق مزید گرفتاریاں متوقع ہیں۔ اس سلسلہ میں تفصیلی رپورٹ کا انتظار ہے۔

کراچی

مولانا شمس الدینؒ کی المناک شہادت اور بہیمانہ قتل کے خلاف نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد بنوٹاؤن سے جمعیۃ علماء اسلام و جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام جلوس نکالا گیا۔ جو جامع مسجد جیکب لائن اور صدر ہوتا ہوا میکلوڈ روڈ پہنچا۔ اور اخبارات کے دفتروں کے سامنے مظاہرہ کیا۔ قاری عبد الرزاق عزیز، مولانا محمد جمیل، مولانا شیر محمد اور دیگر راہنماؤں نے مختلف مقامات پر جلوس کے شرکاء سے خطاب کیا۔ انہوں نے مولانا شمس الدین کے بہیمانہ قتل کی مذمت کرتے ہوئے قاتلوں کو سخت ترین سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا شمس الدینؒ نے اسلام اور پاکستان کے لئے جان دی ہے۔ جلوس کے شرکاء جو بینرز اٹھائے ہوئے تھے۔ ان پر مندرجہ ذیل نعرے لکھے ہوئے تھے۔

مولانا شمس الدین کے قاتلوں کو تختہ دار پر لٹکاؤ۔

قاتلوں کو عبرتناک سزائیں دو

ظالمانہ کارروائیاں بند کی جائیں۔

شہداء بلوچستان زندہ باد

شہیدوں کا خون رنگ لائے گا

شمس الدین کا قاتل اسلام کا قاتل ہمارا قاتل

اہلسنت کی حق تلفی پر احتجاج

حضرت مولانا غلام رسول صاحب خطیب جامع مسجد قدیم دریاخاں نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام نے جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل قرار دادیں پیش کیں جو تمام حاضرین نے متفقہ طور پر منظور کیں۔

(۱) ہم اہلسنت والجماعت حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس سال خصوصی طور پر ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اہل تشیع کے ذاکرین اور علماء نے اپنے مذہب کی تشہیر کے لئے جو من گھڑت پروپیگنڈا کیا۔ وہ ہر کہ دمہ پر عیاں ہے جس سے سواد اعظم اہلسنت والجماعت کے مذہبی جذبات کو مجروح کر کے فتنہ انگیزی کا بین ثبوت دیا۔ اور اس طرح حقائق پر پردہ ڈال کر واقعات کو مسخ کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس کی قرآن حکیم وحدیث شریف اور معتبر تواریخ سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔ زندہ قوم کا یہ شعار نہیں کہ وہ اپنے سلف صالحین کے صحیح واقعات کو چھوڑ کر بے بنیاد انسانیت سوز واقعات بیان کرے۔

(۲) اہلسنت والجماعت کے علماء کرام کو بھی محرم الحرام کے عاشورہ کے موقع پر صحیح واقعات جو کہ قرآن کریم، حدیث شریف کے مطابق ہوں۔ وہ صحیح واقعات عوام الناس کے سامنے پیش کرنے دیئے جائیں۔ عاشورہ مبارک فریقین کا متفقہ شہادت "شہدائے کربلا" منانے کا موقع ہوتا ہے اس لئے اہلسنت والجماعت کا مطالبہ ہے کہ اس موقعہ پر ہمیں بھی اظہار حقائق کا موقع دیا جائے تاکہ ہم بھی ریڈیو ٹیلی ویژن پر شہدائے کربلا کو خراج عقیدت پیش کر سکیں۔

علامہ قائم الدین کے وصال پر تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام جلالپور پیروالہ کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت مولانا قائم الدین صاحب عباسی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی گئی۔ کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی سے پڑھادیا

چک نمبر ۲۱۶/E.B تحصیل وہاڑی ضلع ملتان میں ایک مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی سے پڑھادیا۔ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل وہاڑی کے مبلغ قاری خان محمد نے اس افسوسناک واقعہ پر سخت احتجاج کیا ہے۔

قاری محمد اکبر جس نے نکاح پڑھایا تھا۔ اس نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا اور حافظ غلام نبی و قاری خان محمد کی موجودگی میں اپنی خطا سے تائب ہوگیا۔ اپنے نکاح کی تجدید بھی کی۔

اس افسوسناک پہلو کا عبرتناک پہلو یہ ہے کہ لڑکی کے والدین اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور ان کا ایک رشتہ دار جو مودودی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ بھی خاموش ہے۔

مولانا غلام مصطفےٰ کاشمیری کو خارج کردیا گیا

کراچی (نمایندہ خصوصی) جمعیۃ علماء اسلام کراچی شہر کی شوریٰ کا ایک اجلاس اتوار کے روز دفتر جمعیۃ میں منعقد ہوا۔ جس میں سندھ میں ہونے والے جمعیۃ کے کنونیشن پر غور کیا گیا اور مفتی محمود صاحب کو کراچی کے دورہ کی دعوت بھی دی گئی۔ نیز ایک قرارداد کے ذریعہ مولوی غلام مصطفےٰ کاشمیری کے جمعیۃ سے اخراج کا فیصلہ کیا گیا۔ واضح رہے کہ وہ اب جمعیۃ کے بنیادی رکن بھی نہیں رہے۔

مولانا عبدالحق کو خراج تحسین

کراچی (نمایندہ خصوصی) مولانا حسین احمد فاضل دارالعلوم حقانیہ نے ایک بیان کے ذریعہ مجاہد ملت مولانا عبدالحق کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ اس مرد مجاہد نے اسمبلی کے اندر حق کا بول بالا کر دیا ہے اور اسمبلی کے ہر اجلاس میں مولانا موصوف کی آواز حق ضرور گونجتی ہے۔ مولانا عبدالحق نے اب تک سود، فحش لٹریچر، قادیانی اقلیت، فلم ڈان آف اسلام کے خلاف پرزور اور ایمان افروز قرار دادیں پیش کر کے اس بے شرم معاشرہ کے منہ پر طمانچہ رسید کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا موصوف کی عمر دراز کرے۔

مولانا نورالہدیٰ حج سے واپس آگئے

کراچی (نمائندہ خصوصی) جمعیۃ علماء اسلام کراچی شہر کے امیر مولانا نورالہدیٰ صاحب بروز اتوار سفینہ عرجاج کے ذریعہ بخیریت کراچی تشریف لائے ہیں۔ بندرگاہ پر کارکنان جمعیۃ، مدرسہ جامعہ ربانیہ کے طلباء اور مولانا کے احباب نے ان کا شاندار استقبال کیا اور حج سے واپسی پر انہیں مبارکباد دی۔

سب چیزیں مہنگی اور کتابیں سستی

اس کمر توڑ مہنگائی اور کاغذ کی شدید قلت کے دور میں جبکہ ہر چیز کے دام آسمان سے باتیں کر رہے ہیں درج ذیل کتب پر پندرہ فیصد کمیشن دیا جارہا ہے۔

۱۔ تبلیغی نصاب ملتان والا	۱۲/- روپے
۲۔ فضائل صدقات	۱۶/- "
۳۔ موت کا منظر	۱۰/۵۰ "
۴۔ دین و شریعت	۷/- "
۵۔ انوار عثمانیؒ	۵/- "
۶۔ پرویز کافر ہے؟ فتویٰ	۳/- "
۷۔ حیات امدادؒ	۶/- "
۸۔ سنت کا تشریعی مقام	۷/۵۰ "
۹۔ مذہب و تمدن	۲/- "
۱۰۔ تفسیر انوار الایمان مولانا محمد صادقؒ	۳/۵۰ "

خط و کتابت کیلئے پتہ:۔ محمد رمضان میمن ایجنٹ ترجمان اسلام مدرسہ تعلیم الفرقان۔ توحید نگر۔ چاکیواڑہ کراچی ۲

بقیہ ـــ خدا کا انصاف

ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ (ترجمہ مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے) میں بات بھی کچھ اس طرح کی ہے۔ یعنی اللہ کی طرف سے مہر لگ جانے کا یہ فعل بندہ کے کفر اختیاری کے بعد ہوتا ہے نہ کہ اس کے قبل، اس کا نتیجہ ہوتا ہے نہ کہ اس کا سبب۔ بندہ نے اپنے لئے جو کچھ اختیار کیا وہی اللہ تعالیٰ اسے بحیثیت علت العلل اور مسبب الاسباب اپنے قانون تکوینی (نہ کہ قانون رضا) کے ماتحت جنم دینے لگتا ہے۔ ارادہ حق جس طرح بندہ کے زہر کھا لینے پر موت کا ثمرہ طبعی مرتب کر دیتا ہے اسی طرح بندہ کی ارادی کج روی پر موت روحانی کا ثمرہ مرتب کرتا ہے۔ مرضی حق کا تعلق نہ اول الذکر سے ہے نہ آخرالذکر سے۔

اس لمبی اور طویل گفتگو کے بعد آپ یہ نہ سمجھئے کہ ہم تقدیر کے اسرار و رموز اور کنہہ و حقیقت سے واقف ہو گئے۔ کیونکہ فی الحقیقت تقدیر کا مسئلہ اتنا مشکل ہے اور پیچیدہ ہے کہ عام انسانی ناخن عقل و تدابیر سے اسے سلجھانے سے قاصر ہے۔

بہرحال نیک بخت انسان وہ ہے جو ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہو کر سکون و اطمینان اور راحت و آرام کی زندگی گذارے، اور بدبخت وہ ہے جو شکوک و شبہات کے دلدل میں پھنس کر کفر کے چکر ہی میں رہ جائے اور آخرت میں دوزخ کی آگ کا ایندھن بنے۔

بقیہ علم و عمل

کا وہ علم نہیں سیکھا جو زندگی کی اصل جان و دل ہے۔ جب تک ہم قرآن کو پڑھنے اور عمل کرنے کی بجائے محض آنکھوں سے لگانے اور طاق پر رکھنے کی کتاب سمجھتے رہیں گے اس وقت تک ہم اندھے اور بے عمل ہی رہیں گے۔ جس دن ہم قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے اور عمل کرنے کی کتاب سمجھیں گے۔ ہماری زندگی میں انقلاب آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ وہ دن ہمیں جلد نصیب کریں۔

ضلع ملتان میں جماعتی انتخابات

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے مبلغ مولانا منظور الحق نے علاقہ میلسی کا طوفانی دورہ کیا اور مندرجہ ذیل دیہات میں شاخوں کے انتخابات عمل میں لائے گئے۔

کوٹلی جنید تحصیل میلسی

امیر	الحاج صوفی عطا محمد صاحب
نائب امیر	الحاج الحافظ محمد نواز
ناظم عمومی	مولانا فضل دین
ناظم	مولوی اللہ داد
خازن	نور محمد
سالار	مولوی محمد صدیق

محبت پور ڈاک خانہ میلسی

امیر	مولوی خدا بخش
نائب	حافظ گل محمد
ناظم عمومی	قاری لطف اللہ
ناظم	حافظ محمد شفیع
خازن	الحاج غلام محمد
سالار	مولوی رفیق احمد

جلہ جیم فہر تحصیل میلسی

سرپرست	مولانا عبید اللہ
امیر	چودھری غلام رسول
نائب امیر	الحاج اللہ ڈوایا
ناظم عمومی	قاری خدا بخش
ناظم	الحاج اللہ بخش
خازن	غلام محمد گاذر
سالار	کریم بخش ونجارہ

چھتانیہ تحصیل میلسی

امیر	ڈاکٹر لال محمد
نائب امیر	مہر محمد حسین
ناظم	میاں احمد یار
خازن	مہر شاہ محمد
سالار	میاں احمد یار

اشرف شاہ تحصیل میلسی

سرپرست	حافظ نور محمد
امیر	مولوی احمد یار
نائب امیر	حافظ جان محمد
ناظم عمومی	صوفی محمد حنیف
ناظم	حافظ اللہ رکھا۔ خازن حاجی خدا بخش
سالار	حافظ نذیر احمد

امی پور تحصیل میلسی

امیر	حاجی محمد یار امام مسجد
نائب امیر	حاجی واحد بخش دکاندار
ناظم عمومی	حافظ محمد امین
ناظم	خدا بخش
خازن	اللہ دتہ
سالار	مولوی نور محمد

شتاب گڑھ تحصیل میلسی

امیر	الحاج محمد ہاشم
نائب امیر اول	مولانا عبد الرؤف
نائب امیر دوم	حافظ عاشق
ناظم عمومی	مولوی محمد اسماعیل
ناظم	الحاج عبد المجید
خازن	اللہ بخش
سالار	شاہ محمد

چک نمبر ۸۷/W.B تحصیل میلسی

امیر	چودھری عبد الرشید
نائب امیر	جناب کمال دین
ناظم عمومی	چودھری خورشید علی
ناظم	حافظ اللہ دتہ
خازن	محمد حسین
سالار	نبی بخش

چک نمبر ۱۸۳/W.B تحصیل میلسی

امیر	صوفی سلطان سیال
نائب امیر	حافظ محمد رمضان
ناظم عمومی	حافظ محمد شفیع
ناظم	حافظ خدا بخش
خازن	صوفی خدا بخش
سالار	سلطان احمد

چک نمبر ۵۰/W.B تحصیل وہاڑی

امیر	الحاج محمد رفیق
نائب امیر	عبد الشکور
ناظم عمومی	مراتب علی
ناظم	حافظ جمشید علی
خازن	حافظ علم دین
سالار	غلام محمد

محمد شاہ تحصیل میلسی

امیر	مولانا محمد حسین
نائب امیر	صوفی محمد یوسف
ناظم عمومی محمد اکرم۔	ناظم محمد شریف
خازن	حاجی حبیب اللہ
سالار	حافظ اللہ رکھا

اسلامی آئین نافذ کیا جائے

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مردان کے سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد نے ایک بیان میں اسلامی سربراہ کانفرنس کے فیصلوں کا خیر مقدم کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلامی اتحاد کو مضبوط بنانے اور عالم اسلام میں اسلامی اقدار کی بحالی کے لئے پاکستان سے اسلامی آئین کے نفاذ کا آغاز کیا جائے۔ آپ نے کہا۔ ہمیں اسلامی نظام کے نفاذ میں پہل کر کے عالم اسلام کے دیگر ممالک کے لئے مثال قائم کرنی چاہیئے۔

حکیم نواب الدین کی تردید

حیدر آباد۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سابق ناظم حکیم نواب الدین نے بعض اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کی تردید کی ہے کہ انہیں ہزاروی گروپ کا کنوینر مقرر کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا۔ میرا اس خبر سے کوئی نہیں اور میں اس کی تردید کرتا ہوں۔

حافظ محمد نواز زخمی ہو گئے

جمعیۃ علماء اسلام واصلو آستانہ کے امیر حافظ محمد نواز ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے قریب ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے۔ آپ کو ہوائی جہاز کے ذریعہ ملتان پہنچایا گیا جہاں آپ زیر علاج ہیں۔ قارئین حافظ صاحب کی جلد صحتیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

نائب امیر جمعیۃ شہید کر دیئے گئے

جمعیۃ علماء اسلام مالاکنڈ ایجنسی کا اجلاس زیر صدارت مولانا پیر گل بادشاہ منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام سخاکوٹ کے نائب صدر وزیر بادشاہ اور ایک طالب علم کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اجلاس میں تنظیم نو کے لئے علاقہ کے دورہ کا پروگرام طے کیا گیا اور ایک قرارداد کے ذریعہ ایجنسی میں شرعی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا۔

مومن کا کردار

جامع مسجد واصلو آستانہ میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ احرار نے شہادت امام حسینؓ پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ امام عالی مقام نے کربلا میں خانوادہ رسول کو ذبح کرا دیا، مگر فاسق کی بیعت گوارا نہ کی۔ ان کی زندگی میں ہمارے لئے سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ ہم فسق و فجور اور کفر و الحاد کے خلاف سینہ سپر رہیں اور باطل قوتوں سے مفاہمت نہ کریں۔ آپ نے مولانا مفتی محمود کو ظلم و استبداد کے خلاف جدوجہد پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آپ سے قبل گورنمنٹ ڈگری کالج جھنگ کے جائینٹ سیکرٹری حافظ عبد العزیز اور حفیظ الدین جھنگوی نے بھی خطاب کیا۔

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ: قاضی محمد اشرف

جاوید پراچہ کا خطاب

جمعیتہ طلباء اسلام کے ممتاز راہنما اور بہاولپور یونیورسٹی کے سابق پریزیڈنٹ جناب جاوید ابراہیم پراچہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں تشریف لائے اور کارکنوں کو خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ جمعیتہ طلباء اسلام کے قیام کا واحد مقصد ملک و وطن کی تمام درسگاہوں میں اسلامی نظام تعلیم رائج کرنا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ سب سے پہلے فرنگی تہذیب و تمدن اور لارڈ میکالے کے نظام تعلیم سے نجات حاصل کی جائے انہوں نے کہا۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری آزادی کے چھبیس برس مکمل ہو چکے ہیں۔ مگر ہماری ذہنیت ابھی تک غلامانہ ہے۔ ہمارے ارباب تعلیم نے کلمہ توحید کی بنیاد پر قائم کی جانے والی اس عظیم مملکت میں اسلامی نظام تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی۔ چونکہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ہمارا نصاب تعلیم اسلام کے دشمن انگریز کا مرتب کردہ ہو۔ لہذا موجودہ نصاب تعلیم کو فوراً اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ تاکہ طلباء میں پھیلتے ہوئے اضطراب کا تدارک ہو سکے۔

سکھر

۱۵ فروری۔ خیرپور ڈویژن کے پانچ اضلاع کے سربراہوں کا اجلاس جمعیتہ طلباء اسلام سکھر کے دفتر میں منعقد ہوا۔ ضلع سکھر سے جناب نذیر احمد بھنوار، ضلع جیکب آباد سے جناب شیر محمد وائیو، ضلع نواب شاہ سے جناب سردار علی مغل اور ان کے معاون جناب زین العابدین، ضلع خیرپور سے جناب امیر حمزہ اور لاڑکانہ سے جناب سید عبدالغفور شاہ شریک ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب (صوبائی صدر) نے استقبالیہ کلمات کے بعد اصلاحی و تنظیمی ہدایات دیں۔ بعد ازاں ۸ مارچ کو ضلع نواب شاہ کے کنونشن کا فیصلہ کیا گیا جو کہ محراب پور میں ہوگا۔ ضلع نواب شاہ کی تمام شاخیں شرکت کریں گی۔

دریا خاں (ضلع میانوالی)

۱۵ فروری۔ جمعیتہ طلباء اسلام دریا خاں کا ایک اجلاس بصدارت جناب مولانا غلام رسول صاحب منعقد ہوا۔ مولانا موصوف نے صدارتی خطاب میں طلباء کو استقامت سے کام کرنے کی تلقین فرمائی۔ بعد ازاں جناب حافظ محمد رفیق صاحب نے جمعیتہ طلباء اسلام کے پروگرام کی عظمت و اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم پورے ملک میں حقیقی اسلامی نظام کے قیام کے لئے کوشاں ہے

آخر میں صدر اجلاس نے تمام طلباء کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

لاڑکانہ (سندھ)

۲۲ فروری۔ جمعیتہ طلباء اسلام لاڑکانہ کا ایک اجتماع بصدارت جناب مولانا عبدالرحیم صاحب منعقد ہوا۔ صدارتی خطبہ کے بعد جناب خالد محمود خادم (کنوینر ضلع لاڑکانہ) نے "ملک کی صورت حال اور جمعیتہ طلباء اسلام کی ضرورت" کے عنوان سے خطاب کیا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل انتخاب بھی عمل میں آیا۔

صدر	جناب حافظ احمد مینگل
نائب صدر	" حافظ محمد روشن عباسی
ناظم عمومی	" خالد محمود خادم
ناظم	" عبدالرحمان
خازن	" رحیم بخش ساجد
ناظم نشریات	" نور احمد مینگل

شاخ ہذا کے لئے جناب عبدالرحیم صاحب کو سرپرست مقرر کیا گیا۔

لائل پور

[illegible] فروری۔ جمعیتہ طلباء اسلام ضلع لائلپور کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب رانا شمشاد علی خاں (صدر صوبہ پنجاب) منعقد ہوا۔ جس میں ضلع کی متعدد شاخوں نے شرکت کی۔ مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر	جناب محمد مقصود صاحب
نائب صدر	" اللہ دتہ مضطر
"	" سید مسرور الحسن صاحب
ناظم عمومی و ناظم نشریات	جناب محمد اشفاق بھٹہ
ناظمین	جناب محمد احمد اور جناب محمد امیر صاحبان
خازن	جناب محمد خالد

انتخاب کے بعد جناب رانا صاحب نے جمعیتہ کے اغراض و مقاصد پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔

اس سے قبل حلقہ زرعی یونیورسٹی کے لئے مندرجہ ذیل طلباء کو عہدیدار مقرر کیا گیا۔

صدر و خازن	جناب ظہ[illegible] الحسن صاحب
نائب صدر	" محمد عاشق [illegible]
ناظم عمومی و ناظم نشریات	" محمد اجمل بلمبوف
ناظم	" راؤ شمیم اختر

ٹھیڑی (ضلع خیرپور سندھ)

۲۰ فروری۔ جمعیتہ طلباء اسلام ٹھیڑی کا ایک اجلاس بصدارت جناب مولانا حزب اللہ میمن دفتر میں منعقد ہوا۔ نئے سیشن کے لئے مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا

صدر	جناب حزب اللہ صاحب میمن
نائب صدر	جناب خداداد بلوچ اور قادر بخش بلوچ
ناظم عمومی	جناب محمد اسمٰعیل ذبیح بلوچ
نظماء	جناب حبیب اللہ صفدر اور عبدالحفیظ میمن
خازن	جناب محمد صدیق بلوچ
ناظم نشریات	" غلام نبی نوشکوی

دفتر کی ذمہ داری جناب فضل اللہ بلوچ پر ڈالی گئی
بعد ازاں جناب امیر حمزہ آزاد (ضلعی کنوینر) نے دعا کی

قابل توجہ

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کی تمام شاخوں کے ناظمین نشریات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کراچی وغیرہ میں "ڈان آف اسلام" کے نام سے ایک فلم دکھائی جا رہی ہے۔ جس میں صحابہ کرامؓ جیسی مقدس ہستیوں کا کردار گندے قسم کے ایکٹر ادا کرتے ہیں۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک زبردست چیلنج ہے اور صحابہ کرامؓ کی بے حرمتی کے مترادف ہے۔ لہذا تمام شاخوں کی طرف سے ذمہ دار افراد کے نام خصوصی تار اور اخباری بیانات جاری ہونے چاہئیں، کہ اس جسارت کو فوراً بند کیا جائے۔

محمد اسلوب قریشی صدر جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان

جمعیتہ طلباء اسلام ریاست جموں و کشمیر کے دونوں گروپ متحد ہو گئے

ریاست آزاد جموں و کشمیر جمعیتہ طلباء اسلام کے سیکرٹری اطلاعات جناب میاں محمد طاسین اظہر نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ آج سے کچھ عرصہ قبل معمولی اختلاف کی وجہ سے جمعیتہ جو کہ دو متحارب گروپوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ اللہ کے فضل و کرم سے پرانے تمام اختلافات ختم کر کے ساتھی پھر سے متحد ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے جمعیتہ طلباء اسلام جموں و کشمیر کے ناظم اعلیٰ جناب محمد اسمٰعیل فاروقی پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ جناب میاں محمد طاسین اظہر نے مزید کہا کہ جمعیتہ کی جنرل کونسل کے فیصلہ کے مطابق آزاد کشمیر کے تاریخی شہر باغ میں جمعیتہ طلباء اسلام آزاد جموں و کشمیر کا ایک عظیم الشان دو روزہ کنونشن جمعہ، ہفتہ یعنی ۱۹۔۲۰ مئی کو منعقد ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی قائد جمعیتہ حضرت مولانا مفتی محمود، مولانا زاہد الراشدی مدیر ترجمان اسلام اور طالب علم راہنما جاوید پراچہ شرکت فرمائیں گے۔

جمعیتہ طلباء اسلام کی تمام شاخیں متوجہ ہوں

جمعیتہ طلباء اسلام کی تمام شاخوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب سید مطلوب علی زیدی ناظم عمومی جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے ارشاد پر ادارہ ترجمان اسلام نے فیصلہ کیا ہے کہ جمعیتہ طلباء اسلام کی وہی خبریں شائع کی جائیں گی۔ جو مرکزی دفتر سے موصول ہوں گی۔ اس لئے جمعیتہ کی تمام شاخیں اپنی خبریں براہ راست ترجمان اسلام کو بھیجنے کی بجائے مرکزی دفتر کو ارسال کریں۔ (ادارہ)

علاقہ کھٹب کے مسائل

ضیاء الرحمٰن کوٹوی جمعیۃ طلباء اسلام

حکومت آزاد کشمیر کی توجہ اپنے مظلوم علاقہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جو صدیوں سے بنیادی حقوق سے محروم ہے۔ علاقہ کھٹب تحصیل باغ ضلع پونچھ کا رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا علاقہ ہے۔ . . . . اس کی آبادی تقریباً آٹھ ہزار تک ہے۔ جہاں مختلف قومیں آباد ہیں۔ جن میں کھکیال، گوجر اور نارمہ قبیلے آباد ہیں۔ لیکن یہ جتنا ہی بڑا علاقہ ہے اتنا ہی یہ ہر لحاظ سے بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ ڈوگرہ سامراج سے لیکر آج تک ہر حکومت نے اس کو . . بنیادی حقوق سے محروم رکھا ہے۔ جب سردار عبدالقیوم برسر اقتدار آئے تو کئی بار ان کو علاقہ کی ضروریات سے آگاہ کیا گیا اتنی بڑی آبادی ہونے کے باوجود اس گاؤں میں آج سے ایک سال قبل صرف ایک پرائمری سکول اور ایک برانچ سکول جونیئر جماعت تک تھا۔ لیکن وہاں کے عوام اور چیدہ چیدہ لوگوں نے مل کر اس کو پرائمری تک شروع کر رکھا تھا۔ آج سے ایک سال قبل لوگوں نے بار بار مطالبہ کر کے ایک سکول کو مڈل کا درجہ دلوایا۔ لیکن بدقسمتی سے ابھی تک سکول کے لئے عملہ نہیں ملا۔ ابھی کچھ ٹیچر باقی ہیں۔ اس آبادی میں نہ آج تک کوئی ڈاک خانہ قائم ہوا ہے اور نہ ہی کوئی ڈسپنسری ہے۔ لوگ صرف ایک خط کے لئے سب کام کاج چھوڑ کر اور پورا دن ضائع کر کے باغ جاتے ہیں۔ جو پورے ایک دن کا سفر ہے۔ صبح نماز سے پہلے اٹھ کر چلتے ہیں۔ دس گیارہ بجے باغ پہنچتے ہیں۔ وہاں سے باغ تقریباً پندرہ میل ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اسے کوئی طبی امداد نہیں ملتی۔ جس کی وجہ سے کئی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس سے قبل کئی بار میں نے خود سردار عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ علاقہ کے عوام بنیادی سہولتوں کے فراہم نہ ہونے کی وجہ سے بے حد تنگ ہیں۔ لیکن وہ ہر بار وعدہ کر کے ٹال جاتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں سے وہاں بچوں کی بیماری پھیلی رہی۔ جس کی وجہ سے کئی بچوں کی اموات واقع ہو گئیں۔ اور ابھی تک اسی طرح لوگ بیماری میں مبتلا ہیں۔ علاقہ کھٹب کے لوگ بہت ہی غریب ہیں۔ وہاں کے نوے فیصد لوگ پاکستان میں مزدوری کرتے ہیں۔ محنت مزدوری کر کے بال بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ وہاں پیداوار کا کوئی ذریعہ نہیں۔ وہاں جتنی زمین ہے، سب کی سب بارانی ہے۔ بارش اگر وقت پر ہو جائے تو کچھ پیدا ہو جاتا ہے ورنہ قحط سالی ہو جاتی ہے۔ اس سال وہاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصل بالکل نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے قحط کا خطرہ ہے۔ غلے کی اس قدر قلت ہے کہ لوگ ہفتے میں تین چار دن ضائع کرتے ہیں لیکن پھر بھی غلہ نہیں ملتا۔ اگر ملے بھی تو ایک ماہ کے لئے چھ سیر فی کس ملتا ہے۔ اس کے بعد لے جانے کا بندوبست یہ ہے کہ دس روپے میں ایک من غلہ لے جانے کے لئے مزدور نہیں ملتا۔ اگر کوئی مزدور مل بھی جائے تو وہ دو وقت کی روٹی، رات کو بستر اور بارہ روپے مزدوری لیتا ہے۔ لوگ کیا کریں مجبور ہو کر دینے پڑتے ہیں۔ اگر کسی نے پاکستان آنا ہوتا ہے تو وہ آدھی رات کو اٹھ کر چلتا ہے تاکہ صبح بس مل جائے۔ اگر دس بجے سے پہلے پہنچے گا۔ تو اس کو بس ملے گی، ورنہ کوئی بندوبست نہیں۔ پھر یا وہ واپس گھر جائے گا یا کسی ہوٹل میں رہے گا۔ ہوٹل والا اس غریب کی کھال اتار لے گا۔ حکومت آزاد کشمیر سے کئی بار وہاں کے لوگوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس علاقہ کے عوام کو سڑک کی سہولت دی جائے اور حکومت سڑک نکالے۔ لیکن حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگی وہ ٹس سے مس . . نہیں ہوتی۔ موجودہ صدر صاحب سردار عبدالقیوم جب صدر نہیں بنے تھے تو اس وقت کہتے تھے کہ میں جب بھی برسر اقتدار آیا تو کھٹب میں سڑک ڈاک خانہ، ہائی سکول اور ڈسپنسری دوں گا۔ لیکن جب وہ برسر اقتدار آئے تو سب کچھ بھول گئے۔ وہاں کے لوگوں نے اسی فیصد ووٹ سردار عبدالقیوم کو دیئے۔ کئی بار ہم خود وفد کی شکل میں سردار عبدالقیوم صاحب سے ملے۔ ایک دو وفدوں میں میں خود بھی گیا اور سردار صاحب کو وہاں کی صورت حال سے آگاہ کیا ــــ مگر وعدہ کر کے آج تک کوئی عملی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ سڑک سے حکومت کو لاکھوں روپے کا نفع ہے۔ وہاں کئی لاکھ روپے کی لکڑی جنگل میں خراب ہو رہی ہے، محض سڑک نہ ہونے کی وجہ سے۔ اگر وہاں سڑک ہو تو لکڑی خراب نہ ہو۔ اس سے ایک تو حکومت کو فائدہ ہو اور پھر وہاں کے عوام کو بھی مزدوری مل سکتی ہے۔ اس لئے میں حکومت آزاد کشمیر سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ جلد از جلد اس مظلوم علاقے کی طرف توجہ دے کر عوام کے مطالبات پورے کرے۔ نعمان پوڑ سے کوٹ کھٹب تک سڑک لے جائے۔ جو وہاں کے عوام کا متفقہ مطالبہ ہے۔ کھٹب کے سکول کو ہائی کا درجہ اور بیت گلی اور جھڑ کے سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے۔

مجلس شوریٰ صوبہ سرحد کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے جنرل سیکرٹری صاحبزادہ عبدالباری جان نے اعلان کیا ہے کہ مورخہ ۲۴ مارچ ۷۴ء بروز اتوار جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ و ضلعی امراء و نظماء اعلیٰ کا مشترکہ اجلاس صوبائی دفتر پشاور میں صبح دس بجے منعقد ہوگا۔ مجلس شوریٰ و ضلعی امراء و نظماء اعلیٰ کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ دعوت نامہ نہ ملنے کی صورت میں اس اعلان کو دعوت نامہ سمجھ کر مقررہ وقت پر اجلاس میں ضرور شرکت کریں۔

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

سالانہ جلسہ دستار بندی

مدرسہ عربیہ ارشاد القرآن رجسٹرڈ گوٹھ منوہر و پوسٹ عبدو ضلع سکھر سندھ کا سالانہ جلسہ سیرت اور دستار بندی بروز جمعرات ۴ ربیع الاول مطابق ۲۸ مارچ کو مدرسہ ہذا میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں درج ذیل اکابرین تشریف لا رہے ہیں۔

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی خانپور۔ مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف۔ مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹ شریف۔ مولانا حاجی محمد عالم صاحب جبرار کھپور۔ مولانا محمد امین صاحب کھیڑی شریف۔ مفتی امداد اللہ صاحب۔ سید عبداللہ شاہ بخاری۔ حاجی عبدالشکور حاجی سلطان احمد۔ عبدالقادر رفار۔

(نوٹ) قیام و طعام کا مکمل انتظام ہے۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

الداعی الی الخیر:۔ (مولانا) علی مراد مہر مہتمم مدرسہ عربیہ ارشاد القرآن گوٹھ منوہر و پوسٹ عبدو ضلع سکھر سندھ

کراچی کے احباب توجہ دیں

کراچی کے احباب سے خصوصی گذارش ہے کہ ہمارا نمائندہ شہر بھر کا دورہ کر کے خریدار بنا رہا ہے۔ اگر کہیں نہ پہنچ سکے تو فون نمبر ۲۲۷۳۹۴ پر اطلاع کر دیں۔ نیز جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے وہ اگلی مدت کے لئے رقم ہمارے نمائندہ مقیم کراچی محمد رمضان میمن مدرسہ تعلیم القرآن توحید نگر چاکیواڑہ کراچی ۲ کے حوالہ کر دیں۔

(ادارہ)

صفحہ ۲ سے آگے

شمول کے اپنی مختصر صورت میں مرتب ہو جسے بچے جوان بوڑھے مرد عورت شہری دیہاتی، عامی، عالم ہر زمانہ میں اور ہر حالت میں پڑھیں اور ہر مرتبہ عقل و دانش کا انسان کم از کم یہ بات ضرور جان لے کہ اس کا خدا اس سے کیا چاہتا ہے۔ اور کیا نہیں چاہتا؟ ظاہر ہے کہ یہ مقصد فوت ہو جاتا اگر مجموعہ کلام الٰہی کے ساتھ ایک لمبی چوڑی تاریخ بھی لگی ہوئی ہوتی۔ اور اس کی تلاوت بھی لازم کر دی جاتی۔ ۳ے

جب آپ کہہ چکے ہیں کہ سورتوں کا تعلق شانِ نزول اور پس منظر کے ساتھ اتنا گہرا ہے کہ بغیر اس کے قرآن مجید کی "بہت سی باتیں سمجھ میں ہی نہیں آئیں گی۔ اور بعض الٹی سمجھ میں آئیں گی" تو پھر اس ضمیمے کے بغیر انسان یہ کیسے جان سکتا ہے کہ اس کا خدا اس سے کیا چاہتا ہے۔ اور کیا نہیں چاہتا؟ آپ کے قول سابق کے بموجب تو اندیشہ ہے کہ "وہ بعض باتوں کو الٹا سمجھ جائے گا"۔ اگر بغیر شانِ نزول تاریخ نزول کیفیت نزول کے بھی قرآن مجید سمجھا جا سکتا ہے تو دیباچہ میں جو کہا گیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ اس میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ بغیر شانِ نزول، پس منظر (جس میں تاریخ نزول داخل ہے) وغیرہ کے قرآن مجید کو صحیح طور پر سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ دونوں باتوں میں تعارض بالکل واضح ہے۔ مقدمہ کے اس مقام پر آکر مصنف کو اس کا خیال نہ رہا کہ وہ دیباچہ میں کیا لکھ چکے ہیں گویا یہ تعارض اتفاقی طور پر پیدا ہو گیا۔ ورنہ انھوں نے نہج فکر اور اصول تفسیر وہی اختیار کیا ہے جس کی نشاندہی انہوں نے دیباچہ میں کی ہے۔ پھر یہ بات بھی ناقابلِ فہم ہے کہ اگر قرآن مجید ترتیب نزول کے مطابق مرتب کیا جاتا تو اس کے ساتھ تاریخ نزول کا ضمیمہ لگانا پڑتا۔ جس کی تلاوت کرنی پڑتی۔

اے جناب! اس وقت بھی آپ بقول خود ان چیزوں کو "اپنی ترجمانی" میں سمو دیتے جیسے اپنی تفسیر میں آپ نے اس کا دعویٰ فرمایا ہے۔ ضمیمہ لگانے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے اور تلاوت کی ضرورت پیش آنے کی کوئی وجہ ہی نہیں معلوم ہوتی کیا تفاسیر میں ان امور کا تذکرہ نہیں؟ پھر کیا انہیں قرآن کا جزو اور واجب التلاوۃ سمجھا جاتا ہے؟

تحقیق مسئلہ

درحقیقت مودودی صاحب ایک مغالطہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد جن میں شان نزول کا بیان کثرت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ان میں ان کی اہمیت کا احساس حد سے زائد پیدا ہو گیا۔ غالباً انہوں نے اس سلسلہ میں شیعی تفاسیر کا بھی مطالعہ کیا اور احساس مذکور کی شدت اسی کا اثر ہے کیونکہ شیعہ علماء و مفسرین کا قرآن مجید کے بارے میں طرزِ فکر یہی ہے وہ بغیر روایات کے ضمیمے کے قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے یہی انداز فکر مودودی صاحب نے اختیار کیا ہے

ے۱ دیباچہ تفسیر صہ ۹ ے۲ اتقان ے۳ مقدمہ تفہیم القرآن صہ ۲۷

اور کسی کو قارئین تفسیر تک متعدی کرنا چاہتے ہیں۔

اہلسنت کے نزدیک قرآن فہمی کے لئے شانِ نزول اور پس منظر وغیرہ کا جاننا ضروری نہیں نہ قرآن مجید کا تعلق ان کے ساتھ اتنا گہرا ہے کہ بغیر ان کے علم کے کوئی اسے سمجھ ہی نہ سکے" "یا الٹا سمجھ جائے" شان نزول معلوم ہونے کی ضرورت بہت قلیل مواقع پر ہوتی ہے مثلاً غزوہ احد کے بارے میں جو آیتیں ہیں ان کی تفصیلی وضاحت کے لئے اس غزوہ کے واقعات معلوم ہونا چاہئیں۔ ایسے مواقع بہت کم ہیں اور ان کی کیفیت بھی یہ نہیں ہے کہ بغیر شان نزول وغیرہ کے بالکل سمجھ میں نہ آسکیں ان چیزوں کی حاجت صرف تفصیلی وضاحت کے لئے ہوتی ہے۔ مفہوم آیت کا سمجھنا اس پر موقوف نہیں ہوتا۔ حضرت علامہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"والاخری ان یعلم ان اکثر اسباب النزول لامدخل لھا فی فھم معانی الایات اللھم الا شیئ قلیل من القصص الخ ے۱"

دوسرے یہ کہ (قاری) جان لے کہ اکثر اسباب نزول کو معانی آیات کے سمجھنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔ مگر بہت کم قصص میں۔

پھر چند اوراق کے بعد اسباب نزول کو دو اقسام پر منقسم فرما کر تحریر فرماتے ہیں۔

"القسم الاول ان تقع حادثۃ یظھر فیھا [illegible] المؤمنین ونفاق المنافقین ...... وربما یقع فی مثل ھذا من التعریض بخصوصیات الحادثۃ ما یبلغ حد الکثرۃ فیجب ان یذکر شرح الحادثۃ بکلام مختصر یتضح سوق الکلام علی القاری ے۲"

(شان نزول کی) قسم اول یہ ہے کہ کوئی واقعہ ایسا پیش آیا جس میں مومنین کا ایمان اور منافقین کا نفاق ظاہر ہوا۔ اور بسا اوقات (کلام الٰہی میں) ان واقعات کی ایسی خصوصیتوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ جن کی تعداد حد کثرت کو پہنچ جاتی ہے (ایسی صورت میں) حادثہ کا مختصر بیان کرنا چاہیئے۔ تاکہ قاری سوق کلام کو سمجھ سکے۔

القسم الثانی ان یتم معنی الایۃ بعمومھا من غیر احتیاج الی العلم بالحادثۃ التی ھی سبب النزول والحکم لعموم اللفظ لا لخصوص المعنی ولیس ذکر ھذا القسم من الضروریات ے۱:-

دوسری قسم وہ ہے کہ اس کے بغیر ہی آیت کے معنیٰ عموم کے ساتھ متعین ہو جاتے ہیں اور اس واقعہ کے علم کی کوئی حاجت نہیں ہوتی جو سبب نزول تھا اور (اصول یہ ہے) اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ معنیٰ کی خصوصیت کا (یعنی وقت نزول معنیٰ کا تعلق کسی خاص واقعہ سے ہو تو اس خصوصیت کا اعتبار نہ ہوگا)۔ اور شان نزول کی اس قسم کا تذکرہ ضروری نہیں۔

(جاری ہے)

ے۱ الفوز الکبیر صہ ۲۰ ے۲ الفوز الکبیر صہ ۴۴

قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی [illegible] کا پروگرام

مارچ ۳۰	[illegible]من آباد
مارچ ۳۱	ساہیوال جامعہ رشیدیہ
اپریل ۱	علاقائی تربیتی کنونشن
اپریل ۲	حیدر آباد علاقائی تربیتی کنونشن
اپریل ۳	کراچی۔

سالانہ جلسہ

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن ملکہ ہانس ضلع ساہیوال کا سالانہ جلسہ ۱۱، ۱۲، ربیع الاول ۹۴ھ، ۵، ۶ اپریل بروز جمعرات جمعہ منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں حضرت مولانا قاری محمد امین راولپنڈی۔ حضرت مولانا عبدالمجید ندیم ڈیرہ غازیخان مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی اور دیگر اکابرین شرکت فرمائیں گے۔

الداعی نور حسین مہتمم

جلسہ سیرت النبیؐ

۱۷ مارچ بروز اتوار بعد نماز عشاء، جامع مدنی مسجد شور کوٹ روڈ میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوگا۔ جس کی صدارت ملک محمد بخش فرمائیں گے۔ اور شیخ القرآن الحاج حضرت مولانا غلام اللہ خانصاحب خطاب فرمائیں گے۔

ضروری اعلان

تمام متعلقین جمعیت علماء اسلام کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم مطلع کیا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ جو اپنے آپ کو جمعیت علماء اسلام کا مبلغ اور حضرت دین پوری مدظلہ کا رشتہ دار بتلاتا ہے۔ نیز اپنے آپ کو ایک مدرسہ کا بانی اور سیلاب زدہ کہتا ہے۔ اور اس نام پر چندہ اکٹھا کر رہا ہے۔ اس کا نہ مدرسہ ہے اور نہ ہی وہ سیلاب سے متاثر ہوا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے چندہ سے ایک کوٹھی نما مکان کی تعمیر کرا رہا ہے۔ لہٰذا جس صاحب کو وہ ملے وہ اسے چندہ دینے کی بجائے حوالہ پولیس کرے

(منجانب مولانا محمد لقمان علیپوری)

آئندہ شمارہ میں

شہید ختم نبوت حضرت مولانا سید شمس الدین شہیدؒ کی المناک شہادت پر قائدین جمعیۃ، کارکنوں، مرحوم کے اساتذہ واحباب کے تاثرات اور بلوچستان کی تازہ ترین صورت حال کی مفصل روداد کے علاوہ پنجاب جمعیۃ کے کنونشنوں کی رپورٹ شائع ہوگی۔ انشاء اللہ

(ادارہ)